﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ﴾ ﴿......اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ﴾(آل عمران:۷۴) ﴿......عَسٰى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ (بنی اسرائیل:۸۰)

هفت روزه

# الفضل

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :— نصیر احمد قمر

جلد14

جمعۃ المبارک 26 جنوری 2007ء

06 محرم الحرام 1428 ہجری قمری 26 صلح 1386 ہجری شمسی

شمارہ 04

## آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت

حضرت عبداللہ بن شخیرؓ بیان کرتے ہیں کہ مَیں ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا جبکہ آپ نماز پڑھ رہے تھے اور نماز میں اس قدر گریہ و زاری اور آہ وبکا کر رہے تھے کہ رِقّت اور جوش گریاں سے آپ کا سینہ یوں ابل رہا تھا جس طرح ہنڈیا ابلتی ہے۔

(شمائل ترمذی باب بکاء النبی صلی اللہ علیہ وسلم)

## ﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰة والسلام﴾

جو انسان نفس امّارہ کے تابع ہوتا ہے وہ ہر ایک بدی کو شیر مادر کی طرح سمجھتا ہے اور جب تک کہ وہ اسی حالت میں رہتا ہے بدیاں اُس سے دور نہیں ہو سکتیں۔

جو شخص نفس لوّامہ کے تابع ہوتا ہے وہ نیکیوں کے بجالانے پر پورے طور پر قادر نہیں ہوتا اور طبعی جذبات اس پر کبھی کبھی غالب آجاتے ہیں

نفس لوّامہ والا تو ابھی بہت خطرے کی حالت میں ہوتا ہے کیونکہ اندیشہ ہوتا ہے کہ لوٹ کر وہ کہیں پھر نفس امّارہ نہ بن جاوے۔
لیکن نفس مطمئنّہ کا وہ مرتبہ ہے کہ جس میں نفس تمام کمزوریوں سے نجات پا کر رُوحانی قوتوں سے بھر جاتا ہے۔

’’یاد رکھنا چاہئے کہ قرآن مجید میں نفس کی تین قسمیں بیان کی گئی ہیں۔ نفسِ امّارہ، نفس لوّامہ، نفس مطمئنّہ۔

نفس امّارہ اس کو کہتے ہیں کہ سوائے بدی کے اور کچھ چاہتا ہی نہیں جیسے فرمایا اللہ تعالیٰ نے اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَةٌ بِالسُّوْٓءِ اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّيْ (یوسف:54)۔ یعنی نفس امّارہ میں یہ خاصیت ہے کہ وہ انسان کو بدی کی طرف جھکاتا ہے اور ناپسندیدہ اور بدراہوں پر چلانا چاہتا ہے۔ جتنے بدکار، چور، ڈاکو دُنیا میں پائے جاتے ہیں وہ سب اسی نفس کے ماتحت کام کرتے ہیں۔ ایسا شخص جو نفس امّارہ کے ماتحت ہو ہر ایک طرح کے بدکام کر لیتا ہے۔ ہم نے ایک شخص کو دیکھا تھا جس نے صرف بارہ آنہ کی خاطر ایک لڑکے کو جان سے مار دیا تھا۔ کسی نے خوب کہا ہے کہ ؎

حضرت انسان کہ حد مشترک را جامع است ۔۔۔ مے تواند شد مسیحا مے تواند شد خرے

غرض جو انسان نفس امارہ کے تابع ہوتا ہے وہ ہر ایک بدی کو شِیر مادر کی طرح سمجھتا ہے اور جب تک کہ وہ اسی حالت میں رہتا ہے بدیاں اُس سے دور نہیں ہو سکتیں۔

پھر دوسری قسم نفس کی نفس لوّامہ ہے جیسے کہ قرآن شریف میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے وَلَآ اُقْسِمُ بِالنَّفْسِ اللَّوَّامَةِ (القیمة:3)۔ یعنی مَیں اس نفس کی قسم کھاتا ہوں جو بدی کے کاموں اور نیز ہر ایک طرح کی بے اعتدالی پر اپنے تئیں ملامت کرتا ہے۔ ایسے شخص سے اگر کوئی بدی ظہور میں آجاتی ہے تو پھر وہ جلدی سے متنبّہ ہو جاتا ہے اور اپنے آپ کو اس بُری حرکت پر ملامت کرتا ہے اور اسی لئے اس کا نام نفسِ لوّامہ رکھا ہے یعنی بہت ملامت کرنے والا۔ جو شخص اس نفس کے تابع ہوتا ہے وہ نیکیوں کے بجالانے پر پورے طور پر قادر نہیں ہوتا اور طبعی جذبات اس پر کبھی کبھی غالب آجاتے ہیں لیکن وہ اس حالت سے نکلنا چاہتا ہے اور اپنی کمزوری پر نادم ہوتا رہتا ہے۔

اس کے بعد تیسری قسم نفسِ مطمئنّہ ہے جیسے فرمایا اللہ تعالیٰ نے يٰٓاَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ۔ ارْجِعِيْٓ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً۔ فَادْخُلِيْ فِيْ عِبٰدِيْ۔ وَادْخُلِيْ جَنَّتِيْ (الفجر:28-31)۔ یعنی اے وہ نفس جو خدا سے آرام پا گیا ہے اپنے ربّ کی طرف واپس چلا آ۔ تُو خدا سے راضی ہے اور خدا تجھ پر راضی ہے۔ پس میرے بندوں میں مل جا اور میرے بہشت کے اندر داخل ہو جا۔ غرض یہ وہ حالت ہوتی ہے کہ جب انسان خُدا سے پوری تسلّی پا لیتا ہے اور اس کو کسی قسم کا اضطراب باقی نہیں رہتا اور خدا تعالیٰ سے ایسا پیوند کر لیتا ہے کہ بغیر اس کے جی ہی نہیں سکتا۔ نفس لوّامہ والا تو ابھی بہت خطرے کی حالت میں ہوتا ہے کیونکہ اندیشہ ہوتا ہے کہ لوٹ کر وہ کہیں پھر نفس امّارہ نہ بن جاوے۔ لیکن نفس مطمئنّہ کا وہ مرتبہ ہے کہ جس میں نفس تمام کمزوریوں سے نجات پا کر رُوحانی قوتوں سے بھر جاتا ہے۔

غرض یاد رکھنا چاہئے کہ جب تک انسان اس مقام تک نہیں پہنچتا اس وقت تک وہ خطرہ کی حالت میں ہوتا ہے۔ اس لئے چاہئے کہ جب تک انسان اس مرتبہ کو حاصل نہ کرلے مجاہدات اور ریاضات میں لگا رہے۔

سوچنا چاہئے کہ انسان کے بدن پر جذام کا داغ نکل آتا ہے تو پھر کیسے کیسے خیالات اس کے دل میں اٹھتے ہیں اور کیسے دُور دراز کے نتیجوں پر وہ پہنچتا ہے اور اپنی آنے والی حالت کا خیال کر کے وہ کیسا غمگین ہوتا ہے۔ کبھی خیال کرتا ہے کہ شاید اب لوگ مجھ سے نفرت کرنے لگ جائیں گے اور میرے ساتھ بدسلوکی سے پیش آئیں گے۔ اور کبھی سوچتا ہے کہ خدا جانے اب مَیں کیسی اَبتر حالت میں ہو جاؤں اور کِن کِن دُکھوں میں مبتلا ہوں گا۔ لیکن افسوس کہ اس بات کا خیال تک بھی نہیں کیا جاتا کہ آخر مرنا ہے اور اپنے اعمال کا حساب دینا ہے اس وقت کیا حالت ہو گی۔

یہ جذام تو ایسا ہے کہ مرنے کے بعد ہی اس سے خلاصی ہو جاتی ہے مگر وہ کوڑھ جو رُوح کو لگ جاتا ہے وہ تو ابد تک رہتا ہے کیا کبھی اس کا بھی فکر کیا ہے؟‘‘۔

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ 410-411 جدید ایڈیشن)

# پاکستان میں احمدیوں کے خلاف ظالمانہ کارروائیاں

......**ربوہ** مخالفینِ احمدیت کی توجہ کا مرکز رہا ہے۔اس وقت 236 اہالیان ربوہ 85 جھوٹے مقدمات میں ملوث ہیں۔1984ء میں احمدیہ مخالفت قوانین وضع کئے جانے کے بعد سے اب تک 601 اہالیان ربوہ پر جھوٹے مقدمے چلائے گئے ہیں۔ ربوہ کی مضافات میں رہنے والا ایک جاہل، انتہا پسند مُلّاں 37 کے قریب مقدمات میں یا تو خود مدعی بنا ہے یا اپنے جیسے جھوٹے مدعی کی پشت پناہی کرتا رہا ہے۔ یہ تمام اعداد وشماران مقدمات سے سوا ہیں جن میں بلا امتیاز تمام احمدی اہالیان ربوہ کو خود کو مسلمان کہنے، یا اسلامی اصطلاحات کے استعمال کرنے کا الزام عائد کرتے ہوئے ملزم قرار دیا گیا ہے۔

یہ بھی قانون کی تاریخ میں کہاں ہوا ہوگا کہ ایک شہر کے رہنے والے لوگوں کو بالعموم ملزم ٹھہرادیا جائے۔ اور پھر ایسا بھی کب ہوا ہوگا کہ ایک پُر امن کے شہر کے امن پسند شہریوں کو اس قدر بڑی تعداد میں محض اپنے ایمان سے وابستگی کے نتیجہ میں (وہ ایمان جو صلح، امن، آشتی، بھائی چارہ اور حقیقی اسلام کی تعلیم پر مشتمل ہے) سالہا سال تک قانون کا سہارا لے کر جھوٹے مقدمات میں ملوث کیا گیا ہو، ان پر اپنی مرضی کے بنائے گئے قوانین اور من گھڑت شقیں تھوپی گئی ہوں۔ان تمام ''ملزمان'' کوطویل المدت قید و بند بلکہ بعض کو تو سزائے موت کا خطرہ بھی لاحق ہے۔

......اس وقت قید و بند کی صعوبت برداشت کرنے والوں میں سے چند کا ذکر ذیل میں کیا جاتا ہے:

1۔محترم محمد اقبال صاحب کو عمر قید کی سزا سراسر جھوٹ پر مبنی گستاخیٔ رسول ﷺ کے مقدمہ کے نتیجہ میں ہوئی۔انہیں مارچ 2004ء میں حراست میں لیا گیا اور اس وقت فیصل آباد سنٹرل جیل میں عمر قید کی سزا کاٹ رہے ہیں۔سیشن کورٹ کے فیصلہ کے خلاف لاہور ہائی کورٹ میں اپیل درج ہے۔ یہ اپیل 89/2005 کے نمبر سے درج کی گئی ہے۔

2۔ بشارت، ناصر احمد اور محمد ادریس نامی تین احمدیوں کو سات اور احمدی احباب کے ہمراہ ستمبر 2003ء میں چک سکندر نامی قصبہ سے حراست میں لیا گیا۔ان پر ایک مُلّاں کے قتل کا جھوٹا الزام تھا۔پولیس کی تفتیش میں ان کے معصوم احمدی افراد کے خلاف کوئی بھی ثبوت نہ مل سکا،مگر الزام کی بنیاد پر عدالت میں مقدمہ چلایا گیا۔عدالت نے شواہد اور گواہان کے بیانات کو سُن کر دیگر سات افراد کو بری کر دیا مگر تین مذکورہ احمدی احباب کو اُنہی شواہد اور اُنہی جھوٹے گواہان (جو اُسی عدالت میں جھوٹے ثابت ہو چکے تھے) کے اُنہی بیانات پر اُسی عدالت نے سزائے موت سنادی۔ یہ تینوں اس وقت میانوالی جیل کی کوٹھڑیوں میں پڑے ہیں جب کہ ان کی انصاف اور رحم کی اپیل لاہور ہائی کورٹ کے کسی چیمبر میں۔انہیں قید ہوئے تین سال کا عرصہ ہو چکا ہے اور انصاف اندھا سہی، بے حس وحرکت، جمود کا شکار کھڑا ہے۔لاہور ہائی کورٹ میں ان کی اپیل فوجداری اپیل نمبر 616/2005 کے نمبر سے 26/اپریل 2005ء کی تاریخ میں درج ہے۔

3۔منصور حسین صاحب قرآن کریم کے اوراق کو نذر آتش کرنے کے الزام میں دسمبر 2004ء سے قید ہیں۔لاہور ہائی کورٹ میں ان کی اپیل،فوجداری اپیل نمبر 1885/2005 سے شنوائی کے انتظار میں ہے۔

4۔تین احمدی گستاخیٔ رسول ﷺ کے جھوٹے الزام پر قید ہیں۔

5۔سلطان احمد ڈوگر صاحب 9، پرنٹر روزنامہ الفضل ربوہ، ستمبر 2006ء سے جھوٹے مقدمات کی بناء پر بیماری کے باوجود قید و بند کی صعوبت اٹھا رہے ہیں۔

احباب جماعت سے درخواست ہے کہ وہ پاکستان اور دنیا بھر کے ان تمام معصوم احمدیوں کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں جو محض للہ مختلف قسم کی صعوبتوں اور اذیتوں کا سامنا کر رہے ہیں۔مولا کریم ان سب پر رحم فرمائے، استقامت دے اور اسلام احمدیت کے دشمنوں کو ہدایت دے اور جن کے مقدر میں اس کے نزدیک ہدایت نہیں انہیں خود اپنی قدرت سے عبرت کا نشان بنادے۔

**(رپورٹ مرتبہ: آصف محمود باسط)**

## فنافی اللہ ہونے کی دعا

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''اے ربّ العالمین مَیں تیرے احسانات کا شکر ادا نہیں کرسکتا۔تُو نہایت ہی رحیم و کریم ہے اور تیرے بے غایت مجھ پر احسان ہیں۔میرے گناہ بخش تا میں ہلاک نہ ہو جاؤں۔میرے دل میں اپنی خالص محبت ڈال تا مجھے زندگی حاصل ہو اور میری پردہ پوشی فرما اور مجھ سے ایسے عمل کرا جن سے تو راضی ہو جائے۔ میں تیرے وجہ کریم کے ساتھ اس بات سے پناہ مانگتا ہوں کہ تیرا غضب مجھ پر وارد ہو۔رحم فرما اور دنیا اور آخرت کی بلاؤں سے مجھے بچا کہ ہر ایک فضل وکرم تیرے ہی ہاتھ میں ہے۔آمین ثم آمین''۔

(الحکم 21/فروری 1898ء۔ مکتوبات احمدیہ جلدپنجم نمبر4 صفحہ 5)

**رَبِّ احْفَظْنِیْ فَاِنَّ الْقَوْمَ یَتَّخِذُوْنَنِیْ سُخْرَۃً۔**

(ترجمہ) اے میرے ربّ! میری حفاظت کر۔ کیونکہ قوم نے تو مجھے ٹھٹھے کی جگہ ٹھہرالیا ہے۔

(تذکرہ طبع چہارم صفحہ 683)

# مناجات

نعمتیں مولا کی ہم کر ہی نہیں سکتے شُمار
ہم پہ بارش کی طرح لطف و کرم اُترے ہیں

دستِ قدرت نے تراشا ہے ہمیں چاہت سے
ہم کہ میراثِ محمدؐ کے امیں ٹھہرے ہیں

یہ جو منزل ہے یہ انعام ہے خیرات نہیں
آگ اور خون کے دریاؤں سے ہم گزرے ہیں

جھونک ڈالے ہیں دل و جان و نفوس و اموال
ہو کے قربان رہِ مولا میں ہم نکھرے ہیں

ایک ہی دُھن ہے کہ مالک کی رضا حاصل ہو
ہم سے جو بَن پڑا اس راہ میں کر گزرے ہیں

اپنی سج دھج کی زمانے میں نہیں کوئی مثال
بدرِ کامل ہوا آئینہ تو ہم سنورے ہیں

کیسا پیارا ہے یہ اسلام کا دورِ آخر
انبیاء سارے باندازِ دِگر اترے ہیں

(امتہ الباری ناصر)

## احمدی اُٹھ کہ وقت خدمت ہے

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ 22/دسمبر 2006ء میں احباب جماعت کو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات کے حوالہ سے آج کل کے دنیا کے حالات میں خصوصیت کے ساتھ تبلیغ کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا:

- ''ہر احمدی کا کام ہے کہ اٹھے اور خدا تعالیٰ کے تصور کی صحیح تصویر اور اسلام کا صحیح تصور پیش کر کے ان لوگوں کو اس بھٹکی ہوئی راہ سے واپس لائے اور اکثریت کے دل میں خدا تعالیٰ اور خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم اور خدا تعالیٰ کے مقدس بندوں کے لئے محبت اور اخلاص کے جذبات پیدا کردیں''۔
- اس سلسلہ میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے لٹریچر کی ضرورت واہمیت پر روشنی ڈالتے ہوئے اس سے بھرپور استفادہ کی طرف بھی متوجہ فرمایا تھا۔اور جماعتوں کو توجہ دلائی تھی کہ: ''آج کل موقعہ کی مناسبت سے لٹریچر آنا چاہئے''۔
- حضور نے اپنے لٹریچر کے سٹاک کا جائزہ لینے اور جو لٹریچر سٹاک میں پڑا ہوا ہے اس کو مناسب رنگ میں تقسیم کرنے اور اگر سٹاک میں لٹریچر موجود نہیں تو اس کی دوبارہ اشاعت کے پروگرام بنانے کی طرف بھی توجہ دلائی۔
- حضور انور نے یہ بھی فرمایا کہ: ''ہر احمدی کے پاس یہ لٹریچر ہونا چاہئے''۔
- اسی طرح حضور نے ''ہر احمدی مرد، عورت، بوڑھے، جوان کو حالات کے مطابق بھی اور عمومی تبلیغی لٹریچر بھی'' مقامی افراد تک پہنچانے کے لئے کوشش کرنے کی تحریک فرمائی۔
- حضور انور نے فرمایا کہ: ''آجکل انٹرنیٹ اور ای میل وغیرہ کا استعمال بھی اس کام کے لئے ہو رہا ہے۔ اس کے بارے میں بھی غور کریں کہ کس طرح استعمال کرنا ہے، کس طرح زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھایا جاسکتا ہے۔ وقتاً فوقتاً ہر ممبر پارلیمنٹ، ہر وزیر، ہر بڑے افسر، ہر اخبار، ہر لیڈر جو بھی ہے اور ہر پڑھے لکھے تک احمدیت اور اسلام کا تعارف جو حقیقی تعارف ہے پہنچائیں''۔
- حضور انور نے فرمایا: ''لٹریچر اور تبلیغ کا ہر ذریعہ اختیار کرنا چاہئے۔ چند ہزار میں لٹریچر شائع کر کے پھر بیٹھ رہنا کہ وہ کروڑوں کی آبادی کے لئے کافی ہوگا جنت الحمقاء میں بسنے والی بات ہے۔ٹھیک ہے ہمارے وسائل ایک حد تک ہیں لیکن جو ہیں ان کا تو صحیح استعمال ہونا چاہئے۔پس صرف مرکزی سطح پر نہیں بلکہ ہر ریجن میں، ہر شہر میں، **ہر اُس علاقے میں جہاں احمدی بستے ہیں یا نہیں بستے ایک تعارفی پمفلٹ چھوٹا سا پہنچ جانا چاہئے۔** یاد رکھیں کہ لٹریچر اور تبلیغی مواد مہیا کرنا جہاں ملکی مرکز کا کام ہے وہاں میدان عمل میں اسے ہر گھر میں پہنچانا نہیں بلکہ **ہر ہاتھ میں پہنچانا** ہر چھوٹے بڑے، بوڑھے، جوان کا کام ہے''۔

امید ہے کہ حضور انور ایدہ اللہ کے ان ارشادات کی روشنی میں جماعتیں فوری منصوبہ بندی کر کے لٹریچر کی تیاری اور اشاعت اور تقسیم وغیرہ کے کام کو منظّم کرنا شروع کر چکی ہوں گی۔اور احباب جماعت اپنے محبوب امام کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے مستعد ہو چکے ہوں گے۔

امراء کرام سے درخواست ہے کہ اس بارہ میں اپنی مساعی کی رپورٹس وکالت اشاعت لندن کو باقاعدگی سے بھجوائیں۔

**(ایڈیشنل وکیل الاشاعت ۔ لندن)**

# علمی تحقیق کے نام پر بعض مستشرقین کا اسلام دشمنی، دجل وفریب اور تعصب پر مبنی رویّہ

(احسان اللہ دانش)

## دوسری اور آخری قسط

اس کے بعد ذیل میں ہم اہل مغرب کی طرف سے اُٹھائے جانے والے ایک اعتراض پر نظر ڈالتے ہیں جس سے ان کی تحقیق کی اصلیت کا بھی کچھ اندازہ ہوتا ہے اور تنگ نظری اور تعصّب کا بھی۔

مثلاً ایک گمنام محقق جس نے اپنا قلمی نام ابنِ ورّاق رکھا ہوا ہے کہتا ہے۔

Both Hugronje and Gulliaume point to the mindless way children are forced to learn either parts of or the entire Koran (some 6,200 odd verses) by heart at the expense of teaching children critical thought: "[The Children] accomplish this prodigious feat at the expense of their reasoning faculty, for often their minds are so stretched by the effort of memory that they are little good for serious thought.

*(Ibn Warraq: Why I am Not A Muslim, Prometheus Books, New York, 1995, under heading; The Koran: Pg 105)*

ہم آواز معترضین کے حوالہ سے درج کیے جانے والے ابن وراق کے اس اعتراض کا لب لباب یہ ہے کہ سارا قرآن کریم فضول طریق پر بچوں کو زبانی یاد کروایا جاتا ہے۔اس کوشش سے بچے کا ذہن متاثر ہوتا ہے اور وہ کسی قابل ذکر سنجیدہ کام کے قابل نہیں رہتا اور معاشرے میں مفید وجود بننے کی بجائے ناکارہ وجود بن کر رہ جاتا ہے۔

اب ادنیٰ سا غور کرنے پر معلوم ہوجاتا ہے کہ یہ اعتراض اندھے حسد اور تعصب کا نتیجہ ہے۔ یہ ایک جانی مانی حقیقت ہے کہ انسانی قویٰ ورزش اور مشق سے مضبوط اور قویٰ ہوتے ہیں اور جتنا استعمال کیا جائے ان کی صلاحیت میں اتنا ہی اضافہ ہوتا ہے۔عربوں کے غیر معمولی حافظہ کی ایک بڑی وجہ تحریر کا رواج نہ ہونے کی وجہ سے حافظہ پر زیادہ انحصار اور حفظ کرنے کی زیادہ مشق تھی۔اس دَور میں عربوں کو ہزاروں کی تعداد میں نسب نامے اور اشعار اور ادب پارے یاد ہوتے تھے۔ جوں جوں لکھنے کا رواج عام ہوتا گیا تو عربوں نے بھی بجائے حافظہ پر زور دینے کے تحریر پر زور دینا شروع کردیا اس لیے حافظہ پہلے جیسا نہ رہا۔

پس معترض برائے اعتراض ایک ایسی بات کررہا ہے جو قوانینِ قدرت کے بھی خلاف ہے اور صدیوں کے جانے مانے حقائق کو بھی جھٹلا رہی ہے۔وہ قوم جسے ہزاروں ہزار شعر یاد ہوتے، جو نسب ناموں کو ازبر رکھتی، جسے اپنی صدیوں کی تاریخ حفظ ہوتی، کیا قرآن کریم جیسی ایک باربط، منظّم، اور آسانی سے یاد ہوجانے والی کتاب سے اس کی ذہنی صلاحیتوں پر اثر پڑنا تھا؟ قوّتِ حفظ کی زیادہ مشق سے ہی تو اُن کا حافظہ غیر معمولی ہوا تھا۔اور قرآن کریم جیسے مرتب کلام کے حفظ سے تو بہت صحت مند مشق ہوتی ہے اور حافظہ کی صلاحیت بہت بڑھ جاتی ہے۔

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدیٔ معہود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’تمام قویٰ انسانیہ کا قیام اور بقا محنت اور ورزش پر ہی موقوف ہے۔اگر انسان ہمیشہ آنکھ بند رکھے اور کبھی اس سے دیکھنے کا کام نہ لے (تو جیسا کہ تجارب طبیہ سے ثابت ہوگیا ہے) تھوڑے ہی دنوں کے بعد اندھا ہوجائے گا۔اور اگر کان بند رکھے تو بہرہ ہوجائے گا۔ اور اگر ہاتھ پاؤں حرکت سے بند رکھے تو آخر یہ نتیجہ ہوگا کہ ان میں نہ حس باقی رہے گی اور نہ حرکت۔اسی طرح اگر قوت حافظہ سے کبھی کام نہ لے تو حافظہ میں فتور پڑے گا۔اور اگر قوت متفکرہ کو بیکار چھوڑ دے تو وہ بھی گھٹتے گھٹتے کالعدم ہوجائے گی۔سو یہ اس کا فضل و کرم ہے کہ اس نے بندوں کو اس طریقہ پر چلانا چاہا جس پر ان کی قوت نظریہ کا کمال موقوف ہے‘‘۔

(براہین احمدیہ روحانی خزائن جلد اوّل صفحہ 507تا509 مطبوعہ لندن)

پس انسانی قویٰ کو تو اللہ تعالیٰ نے اس طرح تخلیق کیا ہے کہ جن قویٰ کو زیادہ استعمال میں لایا جاتا ہے وہ طاقتور ہوتے چلے جاتے ہیں اور جن قویٰ کو استعمال میں نہ لایا جائے وہ کمزور تر ہوتے جاتے ہیں۔اسی لیے ازمنۂ گزشتہ میں عمومی طور پر بنی نوع آج کے دور کے انسان سے زیادہ مضبوط اور صحت مند تھے۔اس کی ایک وجہ اپنے قویٰ کا زیادہ استعمال تھا۔اسی طرح بنی نوع عمومی طور پر، موجودہ دور کے ترقی یافتہ طبقہ میں پلنے بڑھنے والے انسان سے زیادہ اچھے حافظہ کے مالک تھے۔ اس حقیقت کو سمجھنے کے لیے ازمنۂ گزشتہ سے حوالے تلاش کرنے کی ضرورت نہیں۔کسی ایسے بچے سے جو روایتی انداز میں حساب کتاب کا عادی ہو کوئی حسابی جمع تفریق کروا کر دیکھیں تو وہ اس بچے کی نسبت بہت جلد کرلے گا جو کیلکولیٹر اور کمپیوٹر وغیرہ کی مدد حاصل کرنے کا عادی ہے۔اس کی وجہ یہی ہے کہ ایک بچہ روایتی طور پر حسابی سوالات حل کرنے کے لیے ذہن سے کام لیتا ہے اور اس مشق سے اس کا ذہن حساب کتاب میں تیز ہوجاتا ہے۔لیکن ایک دوسرا بچہ جو کسی ایسے معاشرے کا فرد ہے جہاں کیلکولیٹر اور کمپیوٹر کا رواج ہے تو وہ بجائے ذہن استعمال کرنے کے فوراً کسی حسابی آلے کی مدد سے سوال حل کرتا ہے۔گو کیلکولیٹر سے حل کرنے کی رفتار عام رفتار کی نسبت تیز ہوتی ہے مگر اس کا نتیجہ یہی نکلتا ہے کہ ذہن کام کے اتنا قابل نہیں رہتا جتنا کہ اس بچے کا جو کیلکولیٹر یا کمپیوٹر کی بجائے اپنے ذہن کا استعمال کرتا ہے۔اسی طرح عمومی طور پر مزدور پیشہ افراد ظاہری طور پر اُن افراد سے زیادہ مضبوط اور صحت مند ہوتے ہیں جو دفتری کام کرتے ہیں۔

پس اب اگر کوئی شخص قرآن کریم کی دشمنی اور بغض میں قوانین قدرت کو بدلنے کا بیڑہ اُٹھالے تو اس کی عقل پر ماتم کرنے کے سوا اور کیا کِیا جاسکتا ہے؟ تعصب اور بغض میں اتنا اندھا ہورہا ہے اور دل میں ایسی آگ لگی ہوئی ہے کہ بجھنے کو ہی نہیں آرہی۔اس غم میں جلتا جارہا ہے کہ قرآن کریم کی حفاظت کے لیے کیوں اس درجہ بے مثل اقدام کئے گئے کہ کوئی شک ہی نہیں رہنے دیا؟ کیوں نہ قرآن کو نزول کے ساتھ ہی ختم کردیا گیا؟ حفاظتِ قرآن شریف کی عدیم النظیر حقیقت نے اس نادان دُشمنِ بدطینت کو پاگل کردیا ہے۔اب کچھ بس نہیں چل رہا تو دل کی آگ بجھانے کے لیے قوانین قدرت کو جھٹلانا شروع کردیا ہے؟ اب کون اسے سمجھائے کہ میاں قرآن کریم ہر لحاظ سے قوانین فطرت اور قوانین قدرت کے عین مطابق ہے۔ اس کی تعلیم بھی اور اس کی حفاظت کے انتظامات بھی۔ پس اگر کائنات میں جاری اصولوں کو مانو گے تو قرآن کریم کو بھی ماننا پڑے گا۔نہیں تو اپنی کوئی الگ ہی دُنیا بسانی پڑے گی کیونکہ تمہاری کیا کسی بھی انسان کی مجال نہیں کہ خدا تعالیٰ کے بنائے ہوئے ان قوانین میں کوئی ادنیٰ سا رخنہ بھی پیدا کرسکے۔اب خدا تعالیٰ تمہارے دل میں لگی بغض اور نفرت کی آگ بجھانے کے لیے اپنے لاکھوں سال سے جاری قوانین کو تو نہیں بدل سکتا۔پس اگر توفیق ہے تو اپنی ہی کوئی دُنیا بسالو۔قرآن کریم تعلیم اور حفاظت کے ذرائع ہر لحاظ سے قوانین قدرت اور قوانین فطرت سے ایسے مطابقت رکھتا ہے کہ ان کو الگ کیا ہی نہیں جاسکتا اور ایسا کیوں نہ ہو؟ قرآن اسی خالق کا ہی تو کلام ہے جس کی تخلیق یہ کائنات ہے!

علاوہ ازیں اگر قرآنِ کریم خدا تعالیٰ کا کلام ہے تو ہم یہ سوال پوچھنے کے بھی حق دار ہیں کیا انسانی ذہن خدا تعالیٰ نے تخلیق نہیں کیا؟ کیا وہ انسانی ذہن کی ساخت ایسی نہیں بنا سکتا کہ اس کے کلام کو حفظ کرنا ذہنی قویٰ کے لیے آسان اور فائدہ مند ہوجائے؟

پھر ابن وراق کا یہ کہنا تاریخی حقائق کے بھی خلاف ہے۔تاریخ بتاتی ہے کہ قرآن کریم کے حافظ کبھی بھی قرآن حفظ کرنے کی وجہ سے دوسرے انسانوں سے پیچھے نہیں رہے۔کیا ابن وراق نہیں جانتا کہ سب سے پہلے حافظ قرآن خود رسول کریم ﷺ تھے۔کیا آپؐ نے دُنیا میں کوئی تبدیلی پیدا نہیں کی؟ آج جو آگ ابن وراق کے دل میں لگی ہوئی ہے کیا اس کی وجہ وہ عظیم الشان انقلاب نہیں جس کے تار رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اُنگلیوں میں ہیں۔ ایک ایسا انقلاب برپا کیا کہ ہر دَور میں ابن وراق کی قماش کے بدنصیب پیدا ہوتے رہے اور اس پاکیزہ انقلاب کے اثرات ختم کرنے کے لیے ہاتھ پاؤں مارتے ہوئے حسرتناک اور نامراد انجام کو پہنچتے رہے۔ اگر ابن وراق کی یہ بات درست ہے تو پھر رسول کریم ﷺ کس طرح یہ عظیم الشان تبدیلی پیدا کرگئے؟ قرآن کریم حفظ کرنے کا ذہنی صلاحیتوں پر اگر کوئی بد اثر ہوسکتا تھا تو سب سے پہلے آپ کو اس کا شکار ہونا چاہئے تھا۔آپ کی پیدا کردہ تبدیلی کس شان کی ہے اس بارہ میں آپؐ کے غلامِ کامل حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’وہ زمانہ کہ جس میں آنحضرتؐ مبعوث ہوئے حقیقت میں ایسا زمانہ تھا کہ جس کی حالت موجودہ ایک بزرگ اور عظیم القدر مصلح ربانی اور ہادیٔ آسمانی کی اشدّ محتاج تھی اور جو جو تعلیم دی گئی وہ بھی واقعہ میں سچی اور ایسی تھی کہ جس کی نہایت ضرورت تھی اور ان تمام امور کی جامع تھی کہ جس سے تمام ضرورتیں زمانہ کی پوری ہوتی تھیں اور پھر اس تعلیم نے اثر بھی ایسا کر دکھایا کہ لاکھوں دلوں کو حق اور راستی کی طرف کھینچ لائی اور لاکھوں سینوں پر لَاالٰہَ اِلَّا اللّٰہ کا نقش جمادیا اور جو نبوت کی عِلّتِ غائی ہوتی ہے یعنی تعلیم اصول نجات کے اس کو ایسا کمال تک پہنچایا جو کسی دوسرے نبی کے ہاتھ سے وہ کمال کسی زمانہ میں بہم نہیں پہنچا‘‘۔

(براہین احمدیہ ، روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 113-112 مطبوعہ لندن ایڈیشن اول صفحہ121-120)

اور پھر غیر بھی اس حقیقت کو تسلیم کرتے ہیں۔

❁......مشہور فرانسیسی شاعر اور مفکر LaMartin نے آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بے پناہ اعلیٰ ذہنی اور دماغی صلاحیتوں کو کتنا خوبصورت خراج تحسین پیش کیا ہے:

"Philosopher, orator, apostle, legislator, warrior, conqueror of ideas, restorer of rational dogmas, of a cult without images, the founder of twenty terrestrial empires and of one spiritual empire, that is Muhammad. As regards all standards by which human greatness may be measured we may well ask, is there any man greater than he."

*Lamartine: Historie de la Turquie, Pari 1854, vol. 2, pp. 276-277.*

فلاسفر، دانش ور، رسول، مقنّن، جنگجو، دلوں کو تسخیر کرنے والا، دین کو منطقی بنیادوں پر استوار کرنے والا، ایک بت شکن مذہب کا بانی، ایک روحانی اور بیس دُنیاوی سلطنتوں کا بانی۔ یہ ہے محمد (ﷺ)۔اُن تمام پیمانوں کی رو سے جن سے کسی بھی انسان کی عظمت کو ماپا جاسکتا ہے ہم یہ پوچھتے ہیں کہ کیا محمد (ﷺ) سے بڑھ کر بھی کوئی شخص عظیم ہوسکتا ہے؟

❁......مائیکل ہارٹ نے اپنی مشہور زمانہ کتاب میں ان ایک سو افراد کا ذکر کیا ہے جنہوں نے انسانی تاریخ میں انقلابی کارنامے سرانجام دئے۔اس کتاب میں سب سے بڑی انقلاب انگیز شخصیت کے طور پر وہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر کرتے ہوئے لکھتا ہے:

"My choice of Muhammad to lead the list of the world's most influential persons may surprise some readers


MOT
Cars: £38 Vans: £40
Servicing, Tyres & Exhausts.
Mechanical Repairs
All Makes & Models
Rutlish Auto Care Centre
Rutlish Road
Wimbledon - London
Tel: 020 8542 3269

and may be questioned by others, but he was the only man in history who was supremely successful on both the religious and secular level.

Of humble origins, Muhammad founded and promulgated one of the world's great religions,and became an immensely effective political leader. Today, thirteen centuries after his death, his influence is still powerful and pervasive.

The majority of the persons in this book had advantage of being born and raised in centers of civilization, highly cultured or politically pivotal nations. Muhammad, however was born in the year 570,......at that time a backward area of the world, far from the centers of trade, art, and learning.

The Bedouin tribesmen of arabia had a reputation as fierce warriors. But their number was small, and plagued by disunity and interecine warfare, they had been no match for the larger armies of the kingdoms in the settled agricultural areas to the north. However, unified by muhammad for the first time in history, and inspired by thier fervent belief in the one true God, these small Arab armies now embarked upon one of the most astonishing series of conquests in human history.

......it may initially seem strange that Muhammad has been ranked higher than Jesus.There are two principal reasons for that decision. First, Muhammad played a far more important role in the development of Islam than Jesus did in the development of Christianity....

Muhammad, however, was responsible for both the theology of Islam and its main ethical and moral principles. In addition, he played the key role in proselytizing the new faith, and establishing the religious practices of Islam."

(Michael H. Hart:"The 100: A Ranking of the Most Influential Person in History", New York: Hare Publishing Company, Inc., 1987. p. 33-40)

ترجمہ: دُنیا کی عظیم اور مسحورکُن شخصیات کے تذکرہ

میں محمد (ﷺ) کا نام سرفہرست رکھنے میں شائد بعض قارئین کو حیرت ہو اور کچھ کو اعتراض بھی۔ لیکن مَیں پورے وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ حضرت محمد (ﷺ) تاریخ عالم میں واحد ہستی ہیں جو مذہبی اور دنیاوی دونوں محاذوں پر یکساں کامیاب و کامران رہے۔

انہوں نے نہایت عاجزانہ طور پر اپنی مساعی کا آغاز کیا لیکن نہایت مؤثر سیاسی قائد اور مذہبی پیشوا ثابت ہوئے، آپ کی وفات پر تیرہ سو سال گذر جانے کے باوجود آپ کی قوّت قدسیہ کے اثرات آج بھی پوری آب و تاب کے ساتھ قائم ہے۔ اس کتاب میں شامل افراد کو یہ برتری حاصل ہے کہ وہ دُنیا کی مہذّب اور متمدّن، اعلیٰ تعلیم یافتہ اور سیاسی طور پر مستحکم اقوام میں پرورش پانے والے افراد تھے۔ ان کے برعکس حضرت محمد (ﷺ) جنوبی عرب میں 570ء میں پیدا ہوئے جو کہ اس وقت تجارت، علوم وفنون کے مراکز سے بہت دُور، دنیا کا ایک انتہائی دقیانوسی گوشہ تھا۔

عرب کے بدو قبائلی تندخو جنگجوؤں کی حیثیت سے جانے جاتے تھے۔ باوجودیکہ وہ تعداد میں کم، پراگندہ، جدید آداب، جنگ سے ناواقف اور شمالی زرعی علاقوں میں قائم وسیع بادشاہتوں کی افواج سے ان کی کوئی برابری نہیں تھی تاہم تاریخ میں پہلی بار آنحضرت (ﷺ) نے اُنہیں یکجا کیا اور وہ سب سچے خدائے واحد و یگانہ پر ایمان لے آئے جس کے بعد انہی مختصر سی عرب افواج نے انسانی تاریخ میں فتوحات کا ایک حیران کن سلسلہ قائم کر دیا۔

...اولاً تو یہ بات ہی نہایت حیران کن ہوگی کہ مَیں نے حضرت محمد (ﷺ) کو حضرت عیسیٰ سے بلند مرتبہ ظاہر کیا ہے لیکن میرے پاس اس فیصلہ کے لیے دو اصولی وجوہ ہیں:

پہلی وجہ یہ ہے کہ حضرت محمد (ﷺ) نے ترویج فروغِ اسلام میں جو کلیدی کردار ادا کیا ہے وہ حضرت عیسیٰؑ کے اس کردار سے زیادہ اہمیت کا حامل ہے جو انہوں نے عیسائیت کی ترویج میں ادا کیا......

حضرت محمد (ﷺ) نے نہ صرف پوری ذمہ داری کے ساتھ اسلام کے بنیادی عقیدہ، عقیدۂ توحید کو قائم کیا اور دیگر بنیادی اخلاقی ضوابط کی تعیین بھی فرمائی بلکہ آپؐ نے اس عقیدہ کی دعوت و تبلیغ میں بھی کلیدی کردار ادا کیا اور اسلامی عبادات کی کماحقہٗ توضیح کی۔

❁...... Edward Gibbon حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بے پناہ دماغی اور ذہنی صلاحیتوں کا ان الفاظ میں اعتراف کرتا ہے:

"His (i.e., Muhammad's) memory was capacious and retentive, his wit easy and social, his imagination sublime, his judgment clear, rapid and decisive. He possessed the courage of both thought and action; and... the first idea which he entertained of his divine mission bears the stamp of an original and superior genius."

(Edward Gibbon: The History of the Decline and Fall of the Roman Empire, John Murray, Albemarle St. London 1855, vol.6, p. 335. )

یعنی آپؐ کا حافظہ وسیع اور تیز تر، آپؐ کا فلسفہ آسان اور عام فہم، آپؐ کا تصور اعلیٰ و اکمل، آپؐ کا فیصلہ بالکل صاف اور واضح، تیز اور درست، آپ کو قول اور فعل دونوں کی جرأت یکساں عطا کی گئی تھی اور ....اپنے الوہی مشن کے بارہ میں پہلا نظریہ جو آپؐ نے قائم کیا وہ ایک حقیقی اور بلند تر سوچ کی حامل ہستی کی طرف سے ہونے کا ثبوت اپنے اندر رکھتا تھا۔

پھر ابن ورّاق کے اس اعتراض کی دھجیاں بھی نہیں ملتیں جب ہم دیکھتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ کے وصال کے بعد خدا تعالیٰ نے جن خلفاء راشدین کے ذریعہ تمکینِ دین کی وہ سب بھی حافظِ قرآن تھے۔ اگر صرف حفاظتِ قرآن کے حوالہ سے ہی دیکھا جائے تو انہوں نے اپنے آقا و مطاع پر نازل ہونے والے کلام کی حفاظت کے لیے اپنے آقا کی پیروی میں ایسے ایسے غیرمعمولی اقدامات کیے کہ ابن وراق جیسے کتنے دشمنانِ اسلام ہیں جو صدیوں کوششیں کرنے کے بعد بھی قرآن کریم کی حفاظت کے میدان میں اپنے تمام تر بُرے اور کریہہ ارادوں کے ساتھ ناکام و نامراد ہوتے چلے جارہے ہیں۔ انہی خلفا رضوان اللہ علیہم اجمعین کے دَور میں متبعین اسلام نے حیرت انگیز طور پر معلوم دُنیا کا بڑا حصہ انتہائی کم وقت میں معجزانہ طور پر فتح کر لیا تھا۔ پس اگر حفظ سے ذہن پر بُرا اثر پڑتا ہے تو پھر یہ حفاظ کس طرح دُنیا سے آگے نکل گئے؟ ان فاتحین نے صرف غلبہ ہی حاصل نہ کیا بلکہ مفتوح علاقوں میں تہذیب وتمدّن کی بنیاد ڈالی اور علوم وفنون کو ترقی دی۔ صرف یہ لوگ ہی حافظ قرآن نہ تھے بلکہ اسلامی افواج کی کثیر تعداد بھی حفاظ پر ہی مشتمل ہوتی تھی۔ چنانچہ رسول کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی وفات کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو جب جھوٹے مدعیانِ نبوت سے برسرِپیکار ہونا پڑا تو جنگِ یمامہ میں لشکرِ اسلام کے شہداء میں صرف حفاظ کی تعداد ہی 700 تک جا پہنچی تھی (عمدۃ القاری جلد 20 کتاب فضائل القرآن باب جمع القرآن صفحہ 16) یہ فتح نصیب قوم بقول ابن وراق کے اُن لوگوں پر مشتمل ہوتے تھے جن کی ذہنی صلاحیتیں حفظ قرآن کے نتیجے میں کند ہوچکیں تھیں، معاذاللہ۔ لاحول و لا قوۃ الا باللّٰہ!

حضرت عمرؓ کے دورِ خلافت میں اسلام کی بےمثال کامیابیاں دیکھ کر دُنیا آج بھی انگشت بدنداں ہے۔ نافع بن عبدالحارث حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو عُسفان میں ملے۔ حضرت عمرؓ نے انہیں اہل مکہ کا والی مقرر کیا ہوا تھا۔ اس نے حضرت عمر کو سلام کیا۔ حضرت عمرؓ نے اس سے دریافت کیا۔ تم نے وادیٔ مکہ میں اپنا قائم مقام کس کو مقرر کیا۔ نافع نے عرض کیا کہ مَیں نے ابنِ اَبزی کو اپنا قائم مقام مقرر کیا ہے۔ حضرت عمرؓ نے دریافت فرمایا۔ ابنِ اَبزی کون ہے؟ نافع نے عرض کیا۔ اے امیرالمومنین! وہ حافظ قرآن اور علم الفرائض کا ماہر ہے۔ اس پر عمر رضی اللہ عنہ نے کہا۔ تمہارا فیصلہ ٹھیک ہے۔ (الدارمی کتاب فضائل القرآن باب ان اللّٰہ یرفع بھذا القرآن اقواما ویضع آخرین) یہی تو وہ درست فیصلے تھے جن کی وجہ سے غیر معمولی فتوحات نصیب ہوئیں۔

پھر ان فاتحین نے علمی میدان میں ایسے ایسے کارہائے نمایاں سرانجام دیئے کہ جدید علوم کے جدامجد مسلمان ہی کہلائے۔ کیا ذہن ناکارہ ہوں تو علمی فتوحات حاصل ہوتی ہیں؟ اس وقت جب اسلام اپنے عروج پر تھا یورپ نے کونسی بائبل حفظ کر رکھی تھی کہ ذہن کند تھے اور جہالت کے گھٹاٹوپ اندھیروں میں ڈوبے ہوئے تھے۔

قرآن کریم کی برکات سے عربوں نے کیا کیا حیرت انگیز انقلاب پیدا کیے، غیروں کی زبان سے ان کا ذکر سنیں:

"The rise of Islam is perhaps the most amazing event in human history. Springing from a land and a people alike previously negligible, Islam spread within a century over half the earth, shattering great empires,overthrowing ong-established religions, remolding the souls of races, and building up a whole new world - the world of Islam........

For the first three centuries of its existence (circ. C.E. 650-1000) the realm of Islam was the most civilized and progressive portion of the world.

Studded with splendid cities, gracious mosques, and quiet universities where the wisdom of the ancient world was preserved and appreciated, the Moslem world offered a striking contrast to the Christian West, then sunk in the night of the Dark Ages."

*(A. M. Lothrop Stoddard: The New World of Islam, London 1932, pp. 1-3. )*

اسلام کا عروج انسانی تاریخ کا شاید سب سے زیادہ حیران کُن واقعہ ہے۔ اسلام ایک دُورافتادہ سرزمین اور معمولی پسماندہ لوگوں سے پھوٹا اور دُنیا کی بڑی بڑی اور نامور سلطنتوں ایوانوں میں زلزلہ بپا کرتے ہوئے، لمبے عرصہ سے قائم مذاہب کو پچھاڑتے ہوئے، اقوام کی تعمیر نو کرتے ہوئے محض ایک سو سال کے قلیل عرصہ میں ایک جہانِ نو کی تعمیر کرتے ہوئے جو کہ اسلام کا جہان تھا، نصف سے زائد دُنیا فتح کر چکا تھا......

ابتدائی تین صدیوں میں اسلامی سلطنت دُنیا کا سب سے مہذب اور ترقی یافتہ حصہ تھا۔

عالی شان شہروں سے مزیّن، پُروقار مساجد اور ایسی پُرسکون یونیورسٹیاں، جہاں زمانۂ قدیم کے علوم نہ صرف محفوظ رکھے جاتے بلکہ قدر کی نگاہ سے دیکھے جاتے۔

باقی صفحہ نمبر 8 پر ملاحظہ فرمائیں

میراج
MIRAGE HOTEL LAHORE
ہوٹل اینڈ بینکویٹ ہال لاہور
Stay with Comfort
21 Lake Road, Old Anarkali, Lahore.
Tel: 042-7238133-35 7238126-27 Fax: 042-7246344
www.miragelahore.com
Email: reservations@miragelahore.com
Email your Reservation now!

# خطبہ جمعہ

ہر احمدی بیعت کرنے کے بعد، حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مسیح ومہدی تسلیم کرنے کے بعد تبھی اس عہد بیعت کو پورا کرنے والا کہلا سکتا ہے جب وہ توحید کے قیام کے لئے بھرپور کوشش کرے کیونکہ یہی اس زمانے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آمد کا حقیقی مقصد ہے۔

**تبلیغ کے ساتھ ساتھ مساجد کی تعمیر کی طرف بھی توجہ دیں۔ دنیا میں ہر جگہ اس طرف توجہ پیدا ہو چکی ہے اس لئے ہالینڈ کی جماعت کو بھی اب پیچھے نہیں رہنا چاہئے۔**

آپ لوگ جو یہاں کے احمدی ہیں، پرانے احمدی ہیں یا نئے احمدی ہیں مل کر ایسے پروگرام بنائیں جس سے آپ کی نسل کی تربیت بھی ہو رہی ہو اور ہر احمدی بچہ اس تربیت کی وجہ سے خیرِ اُمّت کی منہ بولتی تصویر بن جائے۔

**بعض جگہ عادت ہوتی ہے صرف بیعتیں کروانے لگ جاتے ہیں۔ یہ دیکھنا چاہئے کہ تقویٰ کے معیار بڑھنے والے احمدی حاصل ہوں۔**

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز - فرمودہ 05 رجنوری 2007ء (05 رصلح 1386 ہجری شمسی) بمقام ننسپیٹ (ہالینڈ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ۔

كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ۔

(سورة ال عمران آيت نمبر111)

یہاں ہالینڈ میں بھی دنیا کے اکثر مغربی ممالک کی طرح تین قسم کے احمدی آباد ہیں، ایک وہ جو پاکستان سے آئے ہیں یا شاید ایک آدھ ہندوستان سے بھی آئے ہوں، یہاں آ کر آباد ہوئے اور ان میں اکثریت ان لوگوں کی ہے جن میں تین چار نسلوں سے احمدیت چل رہی ہے، ان کے آباؤ اجداد نے، باپ دادا نے احمدیت قبول کی۔ دوسرے چند ایک وہ لوگ ہیں جو بعض مسلمان ممالک کے ہیں، جس میں عرب دنیا کے لوگ بھی ہیں، جنہوں نے حق کو پہچانا، اللہ تعالیٰ نے ان کو توفیق دی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کو پورا ہوتے دیکھ کر آپؐ کے مسیح ومہدی کو آپؐ کا سلام پہنچائیں اور اس کی جماعت میں شامل ہوں۔ اور تیسری قسم ایسے لوگوں کی ہے جو یہاں کے اصلی باشندے ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے نور فراست عطا فرمایا اور انہیں مسیح محمدی کے ماننے کی توفیق ہوئی اور یہ لوگ بھی چند ایک ہیں جو انگلیوں پر گنے جا سکتے ہیں۔ یہ لوگ وہ ہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رؤیا کی تعبیر بنتے ہوئے ان سفید پرندوں میں شامل ہوئے جنہیں آپؑ نے پکڑا تھا۔ یہ تو ابھی ابتدا ہے، ابھی تو انشاء اللہ تعالیٰ ہم نے وہ نظارے دیکھنے ہیں جب یہ پرندے ڈاروں کی شکل میں غولوں کے غول حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آغوش میں آنے ہیں۔

پس احمدیوں کی جو پہلی قسم مَیں نے بتائی ہے جس میں پاکستانی احمدی بھی ہیں یا شاید ہندوستانی بھی ہوں، ان کی یہ ذمہ داری بنتی ہے کہ ان پرندوں کو پکڑنے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہاتھ بٹانے اور پھر ان کو اپنے ساتھ سدھا لینے کے لئے بھرپور مدد کریں۔ ورنہ پرانے احمدی ہونے کے دعوے، آپ کی صحابی کی نسل ہونے کی باتیں صرف باتیں رہ جائیں گی، اُن صحابہ یا آپ کے بزرگوں کے جو نیک اعمال تھے، اُن کا اجر تو اُن کو ملے گا، آپ کو تو اپنے اعمال کا اجر ملنا ہے۔ اگر نیکیوں پر چلتے ہوئے آپ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مشن میں آپ کا ہاتھ بٹائیں گے تو آپ اپنے بہترین اجر حاصل کرنے کے ساتھ ان بزرگوں کے درجات بلند کرنے میں بھی مددگار ہو رہے ہوں گے کہ انہوں نے ایک نیک نسل چھوڑی اور آپ پھر اس نیکی کی وجہ سے ان بزرگوں کے لئے دعائیں بھی کر رہے ہوں گے کہ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند کرے جنہوں نے ہمیں ان نیکیوں پر قائم کیا۔ آپ کی نیکیاں ان بزرگوں کے لئے سکون کا باعث بن رہی ہوں گی۔ پس یہ ایک بہت بڑا نیکی کا موقع ہے جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو دیا ہے، اس کو ضائع نہ ہونے دیں۔ اپنے ماضی پر نظر ڈالتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمانیت کے صدقے، اپنی صفت رحمانیت کے تحت آپ کے لئے اس ملک میں آنے کا موقع بہم پہنچایا جس کے لئے اللہ تعالیٰ کا شکر گزار ہونے کی ہر احمدی کو کوشش کرنی چاہئے۔ اور یہ شکر گزاری کس طرح ہو سکتی ہے؟ یہ شکر گزاری نیکیوں پر قائم ہوتے ہوئے ہو سکتی ہے۔ یہ شکر گزاری احمدیت کے پیغام کو اس ملک کے ہر فرد تک پہنچانے سے ہو سکتی ہے۔ یہ شکر گزاری اللہ تعالیٰ کے گھروں کی تعمیر سے ہو سکتی ہے جسے مسجد کہتے ہیں۔ یہ شکر گزاری ایک دوسرے کے حقوق ادا کرنے سے ہو گی۔ یہ شکر گزاری نظام جماعت کی اطاعت سے ہو گی اور سب سے بڑھ کر یہ شکر گزاری آپ کے عبادت کے معیار بڑھنے سے ہو گی۔ پس اس بات کو سمجھیں اور جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت میں شامل ہوئے ہیں تو آپؑ کی بعثت کے مقصد کو پورا کرنے والے بنیں۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کا مقصد کیا تھا؟

آپؑ فرماتے ہیں:

’’مَیں اس لئے بھیجا گیا ہوں تا ایمانوں کو قوی کروں اور خدا تعالیٰ کا وجود لوگوں پر ثابت کر کے دکھلاؤں، کیونکہ ہر ایک قوم کی ایمانی حالتیں نہایت کمزور ہو گئی ہیں اور عالم آخرت صرف ایک افسانہ سمجھا جاتا ہے اور ہر ایک انسان اپنی عملی حالت سے بتا رہا ہے کہ وہ جیسا کہ یقین دنیا اور دنیا کی جاہ و مراتب پر رکھتا ہے، اور جیسا کہ بھروسہ اس کا دنیاوی اسباب پر ہے، یہ یقین اور بھروسہ ہرگز اس کو خدا تعالیٰ اور عالم آخرت پر نہیں، زبانوں پر بہت کچھ ہے‘‘۔ فرماتے ہیں’’ زبانوں پر بہت کچھ ہے مگر دلوں میں دنیا کی محبت کا غلبہ ہے‘‘۔ منہ سے تو بہت کچھ کہتے ہیں مگر دل وہ نہیں کہتے۔ ............ فرمایا کہ ’’مَیں بھیجا گیا ہوں کہ تا سچائی اور ایمان کا زمانہ پھر آئے اور دلوں میں تقویٰ پیدا ہو‘‘۔

(كتاب البريه۔ روحانی خزائن جلد13صفحه 291-293حاشيه)

پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس مقصد کو ہمیشہ سامنے رکھیں۔ اپنے دلوں میں پاک تبدیلیاں پیدا کرتے ہوئے، تقویٰ کی راہوں پر چلتے ہوئے جس سچائی کو ماننے کی آپ کو توفیق ملی اس کو اپنے پر بھی لاگو کریں، اللہ تعالیٰ کی محبت سے دلوں کو بھرنے والے ہوں اور اس محبت کا شربت دوسروں کو بھی پلائیں تاکہ اس توحید کے مزے سے دوسرے بھی روشناس ہوں، ان کو بھی پتہ لگے کہ کیا مزا ہے۔

دوسری قسم کے احمدی جن کو اللہ تعالیٰ نے احمدیت میں شامل ہونے کی توفیق دی جن کا مَیں نے

ذکر کیا ہے یعنی مسلمانوں سے احمدیت یعنی حقیقی اسلام میں شامل ہونے والے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کو پورا کرنے والے بننے والے اور پھر یہاں کے مقامی لوگ جن کا مَیں نے ذکر کیا تھا جو عیسائیت سے اسلام میں شامل ہوئے ہیں اور مسیح محمدی کی جماعت میں شامل ہو کر اپنے اندر پاک تبدیلیاں پیدا کرنے والے بنے ہیں تاکہ اللہ تعالیٰ کی رضا پر چلتے ہوئے اس سے براہ راست تعلق پیدا ہو اور اس نظریہ کو ردّ کرنے والے بنیں جو ایک بندے کو خدا کے مقابل پر کھڑا کر کے شرک کی تعلیم دیتا ہے۔

پس آپ لوگوں کو اللہ کا شکر گزار بندہ بنتے ہوئے اپنے اندر پاک تبدیلیاں پیدا کرتے ہوئے نیکیوں کے معیار بڑھاتے ہوئے، احمدیت کے پیغام کو آگے پہنچانے کی بھر پور کوشش کرنی چاہئے۔ اس کے لئے جماعت کو مل کر بہت وسیع پیمانے پر ایک پروگرام بنانا چاہئے جس میں باہر سے آئے ہوئے احمدی بھی شامل ہوں، مقامی احمدی بھی شامل ہوں تاکہ ہر باشندے تک یہ پیغام پہنچ جائے۔ اللہ کے اُس پہلوان کی مدد کریں جس کو خود اللہ تعالیٰ نے "جری اللہ" کے خطاب سے نوازا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ہی اس کام پر مقرر کیا ہے کہ تمام ادیان کے ماننے والوں کو اُمّت واحدہ بنا کر ایک ہاتھ پر جمع کریں۔ پس جس نیکی کو آپ لوگوں نے، ہم نے، اللہ تعالیٰ کے فضل سے پا لیا ہے اس کے اعلیٰ معیار حاصل کرنے کے لئے پہلے سے بہت بڑھ کر کوشش کرنی چاہئے۔ بعض دفعہ نئے آنے والے لوگ یہ بھی دیکھتے ہیں کہ جس کے ذریعہ سے بیعت کی اس کی عملی حالت کیا ہے، یہ نہ دیکھیں۔ احمدی بنانے والوں کی عملی حالت کو نہ دیکھیں کہ کیا ہوئی ہے اگر کسی میں کمزوری ہے تو وہ اس کے لئے اللہ تعالیٰ کے آگے جوابدہ ہے۔ بہت سے ایسے بھی ہوں گے جو نیکیوں میں بڑھنے والے اور نیکیوں کو قائم کرنے والے ہیں اور برائیوں سے روکنے والے ہیں۔ بہر حال اسلام میں ہر ایک، ہر شخص اپنے فعل کا انفرادی طور پر ذمہ دار ہے۔ کسی کی ذاتی کمزوری کو کسی دوسرے کے لئے ابتلاء کا باعث نہیں بننا چاہئے۔ پرانے احمدیوں میں اگر کسی کو بگڑتا ہوا دیکھیں تو اس کے لئے بھی وہ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ان کو سیدھے راستے پر چلائے اور استغفار کرتے ہوئے اپنی اصلاح کی بھی کوشش کریں اور اس میں جتنی زیادہ استغفار کریں گے جتنی زیادہ کوشش کریں گے اتنے اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے وارث بنیں گے۔

جب نئے اور پرانے احمدی اس مقصد کی ادائیگی کے لئے کمر بستہ ہو جائیں گے جس کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مبعوث ہوئے تو پھر آپ دیکھیں گے کہ اللہ تعالیٰ سے تعلق کے معیار بڑھنے شروع ہوں گے۔ اور جب معیار بڑھیں گے تو ڈچ قوم میں احمدیت اور اسلام کا پیغام پہنچانے کی طرف آپ لوگوں کو خود مزید توجہ پیدا ہو گی تاکہ یہ لوگ بھی ہدایت پانے والے بن جائیں۔ ان لوگوں کو علم ہی نہیں ہے کہ اسلام کی تعلیم کتنی خوبصورت تعلیم ہے۔ اسی لئے اس ناواقفیت کی وجہ سے یہ لوگ اسلام پر حملے کرتے ہیں، اسلام کی تعلیم کا مذاق اڑاتے ہیں، استہزاء کرتے ہیں، اس کی خوبصورت تعلیم پر اعتراض کرتے ہیں۔ بعض بڑے شدید ردّعمل ہیں مثلاً پردے پر یہاں بہت شور اٹھتا ہے اور اس کے Ban کرنے کے لئے قانون سازی کا بھی سوچا جا رہا ہے۔ کیوں؟ اس لئے کہ اسلام کی بھیانک تصویر ان کو دکھائی گئی ہے۔ اسلام کی خوبصورت تعلیم ان لوگوں کے سامنے اس طرح پیش ہی نہیں کی گئی جو اس کے پیش کرنے کا حق ہے۔ اگر احمدی مرد عورت، بڑے چھوٹے سب، جو یہاں آ کر آباد ہوئے ہیں، شروع میں ہی اس طرف توجہ دیتے، بہت پہلے سے اس طرف توجہ ہوتی، اپنی ذمہ داری کو سمجھتے اور احمدیت اور حقیقی اسلام سے لوگوں کو متعارف کرواتے تو مَیں نہیں سمجھتا کہ یہ صورتحال پیدا ہوتی۔ بہر حال اب بھی وقت ہے۔ ہر احمدی کو اس بات کی اہمیت کو سمجھنا چاہئے۔ اسلام کی صحیح تعلیم لوگوں کو بتانے کے لئے ایک مہم کی صورت میں کوشش کرنی چاہئے۔ پہلے بھی میرا خیال ہے یہاں مَیں دو دفعہ اس بات کا اظہار کر چکا ہوں، اس طرف توجہ دلا چکا ہوں لیکن جس طرح کوشش ہونی چاہئے اس طرح کوشش نہیں ہوئی۔ ہمیں اللہ تعالیٰ نے بہترین امت قرار دیا ہے جن کو دنیا کے فائدے کے لئے اللہ تعالیٰ نے بنایا ہے۔ پس ہمیں ہمیشہ یہ پیش نظر رکھنا چاہئے کہ ہماری نظر ہمیشہ دنیا کو خیر اور بھلائی پہنچانے کی طرف رہے اور سب سے زیادہ بڑی خیر اور بھلائی کیا ہے، وہ اسلام کی خوبصورت تعلیم ہے۔ دنیا کو فائدہ پہنچانے کا راستہ اللہ تعالیٰ نے بتا دیا ہے کہ نیکی کی ہدایت کرو اور اسلام کی تعلیم نے نیکیاں بھی ساری گِنوا دی ہیں۔ تو ظاہر ہے کہ جب آپ نیکی کی تلقین کریں گے نیکی کی تعلیم پھیلائیں گے تو سب سے پہلے اپنے اندر پاک تبدیلیاں پیدا کرتے ہوئے نیکیوں کو قائم کرنا ہو گا۔ اپنے اندر، اپنے بچوں کے اندر ان نیکیوں کو رائج کرنا ہو گا جو اسلام نے ہمیں بتائی ہیں۔ اس میں سب سے بڑھ کر جیسا کہ مَیں نے پہلے بتایا ہے اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق اور عبادتوں کے معیار بلند کرنے ہیں۔ جب حقیقی معنوں میں عبادت کے معیار بلند ہوں گے تو ایک دوسرے کے حقوق ادا کرنے کی طرف بھی توجہ رہے گی اور ذاتی رشتہ داریاں یا تعلق داریاں اس بات کی طرف نہیں لے جائیں گی کہ نیکی کے معیار ہر ایک کے لئے الگ بن جائیں بلکہ انصاف کے تقاضوں کو پورا کرتے ہوئے نیکیوں کو رائج کرنے والے اور برائیوں سے روکنے والے ہوں گے۔ اور یہ باتیں، نیکیاں قائم کرنا اور بدی سے روکنا، ہم اس لئے کر رہے ہوں گے کہ اللہ تعالیٰ پر ہمارا ایمان کامل ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ماننے سے ہمیں اللہ تعالیٰ کے وجود کا صحیح فہم و ادراک حاصل ہوا ہے۔ پس جب ہم اپنے اندر یہ پاک تبدیلیاں پیدا کرتے ہوئے نیکیوں کو پھیلانے والے اور بدیوں سے روکنے والے بن جائیں گے تو غیر کو بھی ہماری طرف توجہ پیدا ہو گی کہ یہ لوگ نیکیاں اس لئے کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ پر ایمان ہے اور اللہ کی خاطر یہ تمام کام سرانجام دے رہے ہیں۔ ہر احمدی اپنے ماحول میں جہاں وہ کام کر رہا ہے یا رہائش رکھتا ہے، کچھ نہ کچھ واقفیت رکھتا ہے۔ تو جب آپ کے چہروں سے آپ کی حرکات و سکنات سے یہ ظاہر ہو رہا ہو گا کہ آپ کو بدی سے سخت نفرت ہے اور برائی کی محفلوں سے سلام کر کے اٹھ جانے والوں میں شامل ہیں تو ان کو توجہ پیدا ہو گی کہ پتہ کریں کہ یہ کون لوگ ہیں۔ اور اس طرح آپ میں سے ہر ایک کی شخصیت سے یہ اظہار ہو رہا ہو گا کہ یہ نیکیوں کو پھیلانے والے اور بدی سے روکنے والے اور اللہ تعالیٰ سے تعلق رکھنے والے ہیں۔ اور جب لوگ قریب ہو کر دیکھیں گے تو پھر اللہ تعالیٰ یقیناً سعید فطرت لوگوں کے سینے کھولے گا۔ ہر قوم میں سعید فطرت ہوتے ہیں اور بڑی تعداد میں ہوتے ہیں۔

پس تبلیغ کے لئے اپنے نمونے بھی دکھانے ہوں گے۔ صرف اس ماحول میں ہی نہ رچ بس جائیں۔ اس کی خوبیاں بے شک اختیار کریں لیکن ان کی برائیوں کی طرف توجہ کرتے ہوئے ان سے بچنے کی کوشش کریں۔ آپ لوگوں کو یہ ثابت کرنا ہو گا کہ ہم خیر امت ہیں، ہمارے قول اور فعل میں کوئی تضاد نہیں ہے، ہم اس مقصد کو جاننے والے ہیں جس کے لئے انسان پیدا کیا گیا ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنا اور یوں عبادت کرنے والوں کے پھل بھی پھر عبادت کی طرف توجہ دینے والے اور تقویٰ پر قائم رہنے کی صورت میں ملیں گے۔ ورنہ یاد رکھیں کہ عارضی تبدیلیاں یا دوہرے معیار یا ایمانی حالتوں میں بڑھنے میں کمی ایسے لوگوں کو اگر پھل ملیں گے بھی، وہ بیعتیں کروائیں گے بھی تو یا تو وہ عارضی ہوں گی، کچھ دیر کے لئے آئے اور پھر چلے گئے، یا اس معیار کی نہیں ہوں گی جو ایک احمدی کا ہونا چاہئے۔ یہ باتیں سن کر صرف تعداد کے پیچھے نہ پڑ جائیں۔ بعض جگہ عادت ہوتی ہے صرف بیعتیں کروانے لگ جاتے ہیں۔ یہ دیکھیں اور یہ دیکھنا چاہئے کہ تقویٰ کے معیار بڑھنے والے احمدی حاصل ہوں۔

پس یاد رکھیں چاہے آپ جو موجودہ احمدی ہیں ان کی نسلوں میں ترقی ہے یا نئے آنے والے احمدیوں کی تعداد میں اضافہ ہے، اگر وہ نیکیوں کے معیار بلند کرنے، تقویٰ پر چلنے اور عبادت کی طرف توجہ دینے والے نہیں تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مقصد کو پورا کرنے والے نہیں ہیں اور ایسے لاکھوں بھی بے فائدہ ہیں۔ پس آپ لوگ جو یہاں کے احمدی ہیں، پرانے احمدی ہیں یا نئے احمدی ہیں، مل کر ایسے پروگرام بنائیں جس سے آپ کی نسل کی تربیت بھی ہو رہی ہو۔ بہت سارے لوگ پریشانی میں لکھتے ہیں تو نسلوں کی تربیت کے لئے خود بھی تو کچھ کوشش کرنی پڑے گی۔ تاکہ ہر احمدی بچہ اس تربیت کی وجہ سے خیر اُمّت کی منہ بولتی تصویر بن جائے۔ تبلیغ کے میدان میں نیکیاں پھیلاتے اور برائیوں سے روکتے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیغام کو پہنچا کر اس طرح ان لوگوں کو اپنے اندر سموئیں کہ وہ بھی خیر اُمّت کا حق ادا کرنے والے بن جائیں۔

یاد رکھیں کہ دوسروں کی توجہ اپنی طرف کھینچنے کا بہت بڑا ذریعہ مسجدیں بھی ہیں اس طرف بھی میں توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ اس وقت تک ہالینڈ میں مسجد کی شکل میں جماعت احمدیہ کی صرف ایک مسجد ہے جو ہیگ (Hague) میں ہے اور اس کی تعمیر ہوئے بھی شاید اندازاً 50 سال سے زائد عرصہ ہی ہو گیا ہے۔ اُس وقت بھی اس مسجد کا خرچ لجنہ نے دیا تھا جن میں اکثریت پاکستان کی لجنہ کی تھی۔ پھر یہ نن سپیٹ کا سینٹر خریدا گیا جہاں اس وقت جمعہ ادا کر رہے ہیں یہ بھی مرکز نے خرید کر دیا ہے۔ ہالینڈ کی جماعت نے تو ابھی تک ایک بھی مسجد نہیں بنائی۔ اب آپ کی تعداد یہاں اتنی ہے کہ اگر ارادہ کریں اور قربانی کا مادہ پیدا ہو تو ایک ایک کر کے اب مسجدیں بنا سکتے ہیں۔ جب کام شروع کریں گے تو اللہ تعالیٰ مدد بھی فرمائے گا انشاء اللہ۔ خیر اُمّت ہونے کی ایک بہت بڑی نشانی یہ ہے کہ خدا تعالیٰ پر کامل ایمان ہوتا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ پر ایمان بھی ہے تو پھر اس پر توکل بھی کریں۔ اور یہ کام شروع کریں تو اللہ تعالیٰ انشاء اللہ مدد بھی فرمائے گا جیسا کہ مَیں نے کہا۔

کل مَیں امیر صاحب سے اور مربی صاحبان سے، مبلغین سے میٹنگ میں کہہ رہا تھا کہ مسجد شروع کریں گے تو انشاء اللہ تعالیٰ بن بھی جائے گی۔ اگر ہاتھ ڈالنے سے ڈرتے رہیں گے کہ پیسے کہاں سے آئیں گے، پیسے اکٹھے ہوں تو مسجد بنے تو پھر نہیں بنا کرتی۔ ارادہ کریں اللہ تعالیٰ مدد کرے گا انشاء اللہ۔ احمدی جب اللہ تعالیٰ کے فضل سے ارادہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی توفیق سے پھر وہ پورا بھی کرتا ہے، جوش بھی پیدا ہو جاتا ہے، اس لئے فکر نہ کریں، اپنے آپ کو انڈر اسٹیمیٹ (Underestimate) نہ کریں۔ اپنے لئے غلط اندازے نہ لگائیں۔ اور (ایسا کر کے آپ) اپنے لئے غلط اندازے نہیں لگا رہے ہوتے، اللہ تعالیٰ

کے فضلوں کے غلط اندازے لگا رہے ہوتے ہیں۔ اگر ایمان ہے تو اللہ تعالیٰ کے فضلوں پر یقین رکھیں۔ اگر یہ ٹارگٹ رکھیں کہ ہر دو سال میں کم از کم ایک شہر میں جہاں جماعت کی تعداد اچھی ہے مسجد بنانی ہے (یہاں دو تین تو شہر ہیں) تو پھر اس کے بعد مزید جماعت پھیلے گی انشاء اللہ۔ جس طرح مَیں نے کہا تبلیغ بھی کریں اور اس کے ساتھ ساتھ مسجدیں بناتے چلے جائیں تو یہ چھوٹا سا ملک ہے اس میں جب مسجدیں بنائیں گے، ان کے مناروں سے جو اللہ تعالیٰ کی توحید کی آواز گونجے گی اور آپ لوگوں کے عمل اور عبادتوں کے معیار بڑھیں گے تو یقیناً ان لوگوں کی غلط فہمیاں بھی دور ہوں گی اور آپ لوگ ان کی غلط فہمیاں دور کرنے والے بن جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے وارث بن رہے ہوں گے۔ ان لوگوں کو بھی حقیقت کا علم ہوگا۔ ان کو بھی پتہ چلے گا کہ ہم اسلام کو جو سمجھتے ہیں یا سمجھتے رہے ہیں حقیقت میں یہ وہ نہیں ہے بلکہ یہ تو حُسن پھیلانے والا اور امن پھیلانے والے لوگوں کا مذہب ہے۔ پس تبلیغ کے ساتھ ساتھ مساجد کی تعمیر کی طرف بھی توجہ دیں۔ دنیا میں ہر جگہ اس طرف توجہ پیدا ہو چکی ہے اس لئے ہالینڈ کی جماعت کو بھی اب پیچھے نہیں رہنا چاہئے اور تعمیر کی طرف توجہ دینی چاہئے۔ اس چیلنج کو اب قبول کریں تو جیسا کہ مَیں نے کہا ہے کہ تبلیغ کے مزید راستے کھلیں گے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی فرمایا ہے کہ جماعت کو متعارف کروانا ہے، اسلام کو متعارف کروانا ہے تو مسجدیں بناؤ۔ پھر تبلیغ کے راستوں سے ان تثلیث کے شرک میں مبتلا لوگوں کو پتہ چلے گا کہ توحید کیا ہے اور صحیح مذہب کیا ہے۔ ہر احمدی بیعت کرنے کے بعد، حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مسیح و مہدی تسلیم کرنے کے بعد اس عہد بیعت کو پورا کرنے والا تبھی کہلا سکتا ہے جب وہ توحید کے قیام کے لئے بھرپور کوشش کرے کیونکہ یہی اس زمانے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آمد کا حقیقی مقصد ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: ’’میرا یہ کام ہے کہ آسمانی نشانوں کے ساتھ خدا کی توحید کو دنیا میں دوبارہ قائم کروں‘‘۔

اللہ تعالیٰ ہر احمدی کو توفیق دے۔ جب آپ نیک نیتی سے اس مقصد کو سمجھتے ہوئے توحید کے قیام کی کوشش کریں گے تو صرف حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی میں نشانات کا وعدہ نہیں تھا۔ آپ کے دور کے لئے آپ کے زمانے کے لئے نشانات کا وعدہ ہے۔ اور اس کی توحید کے قیام کے لئے آپ اپنی کوششوں سے جو کریں گے آپ اللہ تعالیٰ کی مدد اور نشانات دیکھتے چلے جائیں گے۔

اللہ تعالیٰ ہر احمدی کو توفیق دے کہ تقویٰ پر قائم رہتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کے مقصد کو پورا کرنے والا ہو اور اگر ہم حقیقت میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آمد کے مقصد کو سمجھیں گے تو اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو حاصل کریں گے، انشاء اللہ، اور اللہ تعالیٰ کے انعامات کے وارث بنیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان انعامات اور فضلوں کو حاصل کرنے کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیم کے مطابق زندگیاں گزارنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آپؑ فرماتے ہیں:

’’تمہارا کام اب یہ ہونا چاہئے کہ دعاؤں اور استغفار اور عبادت الٰہی اور تزکیہ اور تصفیہ نفس میں مشغول ہو جاؤ۔ اس طرح اپنے تئیں مستحق بناؤ (اپنے آپ کو اس کا مستحق بناؤ) خدا تعالیٰ کی عنایات اور توجہات کا جن کا اس نے وعدہ فرمایا ہے‘‘۔

تو یہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعودؑ سے اپنے ماننے والوں کے لئے وعدہ فرمایا ہے۔ یہ چیزیں اپنائیں گے تو اس کے مستحق ٹھہریں گے۔ اور کوشش کریں اور ایک نئے جوش سے ایک نئے جذبے سے اس طرف توجہ کرتے ہوئے تبلیغی میدان میں بھی، عبادتوں کے معیار میں بھی آگے بڑھتے چلے جائیں۔

اللہ تعالیٰ سب کو اپنی زندگیوں میں پاک تبدیلیاں پیدا کرتے ہوئے حقیقی عبادت گزاروں میں سے بنائے اور اپنے انعامات کا وارث بنائے۔ آمین

---

# یورپ میں تیل اور گیس کا بحران اور جرمنی کے لئے نادر موقعہ

(زبیر خلیل خان۔ جرمنی)

پچھلے چند روز سے روس، بیلا روس اور یورپ کے بعض ممالک کے مابین تیل اور گیس کے بحران کا مخمصہ چل رہا ہے۔ گو روس نے 11 رجنوری کو تیل کی دستیابی بذریعہ پائپ لائن جاری کر دی ہے تاہم تجزیہ نگاروں کے مطابق یہ معاملہ دوبارہ بھی سر اٹھا سکتا ہے اور یورپی ممالک کے لئے پریشانی کا باعث بن سکتا ہے۔ بعض کے نزدیک جرمنی کو اس موقع سے فائدہ اٹھا کر یورپ کی قیادت کا فریضہ سنبھال لینا چاہئے۔ گہری نظر رکھنے والے اس معاملہ کو کیسے دیکھتے ہیں، ذیل میں بعض تفصیلات پیش کی جا رہی ہیں۔

پچھلے سال روس کی طرف سے یورپ کو گیس کی دستیابی دراصل اس بناء پر معطل کی گئی تھی کہ بعض یورپی ممالک نے یوکرائن میں اورنج انقلاب کی حمایت کی تھی۔ روس نے Keiv کے ساتھ گیس کی قیمت کا تنازعہ اچھالا۔ تنازعہ کی وجہ سے عین سردیوں میں یورپ میں گیس کا بحران برپا کر دیا۔ بعد ازاں ماسکو نواز وزیر اعظم Victor Yanukovic کی تقرری عمل میں آئی اور تمام معاملات حل ہونے شروع ہوگئے۔ سارے قضیہ کا مقصد یورپ کو یہ پیغام دینا تھا کہ اگر یوکرائن میں ماسکو نواز حکومت ہوگی تو یورپ کو گیس کی سپلائی ملتی رہے گی۔ بصورت دیگر روس یہ سپلائی بند کر کے یورپ کی معاشیات پر کاری ضرب لگا سکتا ہے۔ جغرافیائی صورتحال کے پیش نظر روس یوکرائن کے بغیر عالمی سیاست میں مؤثر کردار ادا نہیں کر سکتا۔ اورنج انقلاب کے بعد چونکہ یہ ممکن نہ تھا لہذا پہلے روز سے ہی روس یورپ کی طرف سے اس جیتی ہوئی بازی کو الٹنے کی دھن میں تھا، آخر کار وہ کامیاب ہو گیا۔

جہاں تک بیلا روس کا تعلق ہے گو یہ یوکرائن کی نسبت معاشی طور پر ترقی یافتہ ہے لیکن یوکرائن کے مقابلہ پر نصف رقبہ اور ایک چوتھائی آبادی کا حامل ملک ہے۔ روس کی تیل اور گیس کی سپلائی کی پائپ لائن چونکہ اس ملک سے گزرتی ہے لہذا اس بنا پر اس ملک کو اپنی اہمیت کا بھی پورا ادراک ہے۔

بیلا روس جب سوویت یونین کے تسلط سے آزاد ہوا تو الیگزانڈر لوکاشینگو ملک کے سربراہ بن گئے۔ انہوں نے روسی حکمرانوں سے معاہدہ کر لیا کہ روس بیلا روس کو سستی گیس اور تیل مہیا کرے گا اور اس کے بدلہ میں وہ روسی حکمرانوں کے گُن گاتے رہیں گے۔ اور یہ نظام 2005ء تک چلتا رہا۔ بیلا روس نے اس کی بدولت معاشی لحاظ سے خوب ترقی بھی کی۔ روس سے کم نرخوں میں خریدی گئی گیس اور تیل کو صاف کر کے بیلا روس اسے مہنگے داموں یورپ کو بیچتا رہا۔ صرف ایک سال میں روس نے پانچ بلین ڈالر کی چھوٹ بیلا روس کو تیل اور گیس کی مد میں دی۔

Yeltsin Boris کے وقت تک تو دونوں ممالک کا بہت ہی گہرا تعاون رہا۔ بیلا روس کے صدر اس انتظار میں رہے کہ روسی صدر کی وفات کے بعد شاید وہ دونوں ممالک کے صدر بن جائیں لیکن نوجوان اور صحتمند Putin نے روسی صدارت حاصل کر کے ان کے خوابوں کو چکنا چور کر دیا۔ روسی صدر Putin نے آہستہ آہستہ بیلا روس کے صدر کے اثرات کو زائل کرنا شروع کیا اور 2005ء تک ایسے تمام عناصر سے چھٹکارا حاصل کر لیا۔ وقت آنے پر یکم جنوری کو روسی حکومت نے یکطرفہ یہ اعلان کر دیا کہ بیلا روس کو رعائتی نرخوں پر تیل اور گیس کی سپلائی بند کی جاتی ہے۔ ردّ عمل کے طور پر بیلا روس نے روسی مصنوعات پر اور تیل سپلائی کرنے والی پائپ لائن پر Tariff کو بڑھانے کا اعلان کر دیا۔ نتیجۃً 8 رجنوری کو روس نے یکطرفہ طور پر تیل کی سپلائی کاٹ دی۔ گو تین روز بعد یہ سپلائی بحال کر دی گئی ہے لیکن ان اقدامات نے بیلا روس کے صدر کو اب کہیں کا نہیں چھوڑا۔ وہ سخت تذبذب کا شکار ہیں کہ 12 سالہ دورِ رفاقت کے باوجود روس نے کیا خراب انجام کر دیا ہے۔ روسی تیل کی سپلائی کرنے والی پائپ لائن (Druzhba) کہلاتی ہے اور بیلا روس سے گزرتی ہے۔ روزانہ دو ملین بیرل تیل یہاں سے جاتا ہے۔ یورپ کا 20 فیصد تیل روس مہیا کرتا ہے جبکہ گیس کا 50 فیصد روس سے آتا ہے۔ فائدہ اٹھانے والوں میں بیلا روس، یوکرائن، پولینڈ، ہنگری، سلواکیہ، چیک ریپبلک اور جرمنی شامل ہیں۔

یورپ کو تین روز تک تیل کی سپلائی روک دینے کی وجہ سے سارے یورپی ممالک میں اضطراب کی لہریں دوڑ گئی ہیں اور روس کو اس قدم کی وجہ سے مختلف ناموں سے پکارا جا رہا ہے۔ حیران کن بات یہ ہے کہ اس معاملہ پر تمام یورپی ممالک میں یک جہتی اور اتفاق پایا جاتا ہے حالانکہ اس سے قبل عراقی معاملہ میں یورپی ممالک میں بڑی ناچاقی دیکھنے میں آئی تھی۔

یورپ کی سیاست پر گہری نظر رکھنے والے تجزیہ نگاروں نے جرمن چانسلر کو مشورہ دیا ہے کہ وہ اس معاملہ کا گہرائی میں جائزہ لیں اور اس موقعہ سے فائدہ اٹھا کر یورپی یونین میں اتحاد و اتفاق پیدا کریں۔ اتفاق سے جولائی 2007ء تک یورپی یونین کی صدارت بھی جرمنی کے پاس ہے۔ موجودہ صورتحال کے مطابق برطانیہ، فرانس، اٹلی اندرونی مسائل سے دوچار ہیں اور پورے یورپ میں صرف جرمنی ہی وہ واحد ملک ہے جو کہ اس وقت یورپ کی قیادت سنبھال سکتا ہے۔ دوسری جنگ عظیم کے بعد سے عملاً فرانس معاشی میدان میں سرپرستی کرتا رہا ہے جبکہ فوجی میدان میں امریکہ NATO کے ذریعہ کام چلاتا رہا۔ صرف گزشتہ چانسلر شراؤڈر نے عراقی معاملہ میں پر پُرزے نکالے تھے وگرنہ جرمنی کو دبا کر ہی رکھا گیا ہے۔ اب یہ جرمن چانسلر انجیلا مارکل کی صلاحیتوں اور قابلیتوں پر منحصر ہے کہ کیا وہ توانائی کے اس بحران کو نقطہ آغاز بنا کر یورپ کو اتحاد و اتفاق کی لڑیوں میں پرو سکتی ہیں۔ ایسی کوئی بھی کاوش امریکہ کو بھی پسند نہ آئے گی اور نہ ہی روس کو۔ دوبارہ سپلائی بھی بند کی جا سکتی ہے لیکن کیا انجیلا مارکل یورپی ممالک کو ایٹمی توانائی، کوئلہ، دھات کی توانائی یا پھر ایران، عراق اور مشرق وسطیٰ سے تیل اور گیس کی سپلائی لینے پر آمادہ کر سکتی ہیں۔ اور اگر متذکرہ بالا کسی بھی Option پر یورپی یونین کا اتحاد کرنے میں کامیاب ہو جاتی ہیں تو کہا جا سکتا ہے کہ توانائی کے موجودہ بحران نے جرمنی کے لئے یورپ کی قیادت کرنے کا ایک نادر موقع پیدا کیا ہے۔ اب وہ اس سے فائدہ اٹھا سکتا ہے یا نہیں اس کے لئے وقت کا انتظار کرنا پڑے گا۔


ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل کا

سالانہ چندہ خریداری

برطانیہ: تیس (30) پاؤنڈز سٹرلنگ

یورپ: پینتالیس (45) پاؤنڈز سٹرلنگ

دیگر ممالک: پینسٹھ (65) پاؤنڈز سٹرلنگ

(مینیجر)

## بقیہ: علمی تحقیق کے نام پر بعض مستشرقین کا تعصب پر مبنی رویّہ

از صفحہ نمبر 4

مسلمان دُنیا عیسائی مغرب سے ایک بالکل برعکس نظارہ پیش کرتی تھی جو کہ اس وقت جہالت کی گھٹا ٹوپ تاریکی میں ڈوبی ہوا تھا۔

ابن وراق کو کیا نظر آئے گا قاری خود سمجھ لے کہ قرآن کریم حفظ کرنے والی ذہنی طور پر ناکارہ اقوام اس شان وشوکت کو کیسے پا گئیں؟ اور یہ محض قصے نہیں بلکہ یہی نمونے آج بھی ملتے ہیں۔ امام جماعت احمدیہ حضرت حکیم مولوی نورالدین صاحب خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ اور حضرت مرزا ناصر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثالث رحمہٗ اللہ، جنہوں نے اپنے دورِ خلافت میں جماعت کو تمام تر خطرات سے نکالتے ہوئے ترقی کی راہ پر گامزن رکھا، لشکرِ اسلام کے یہ فتح نصیب شہسوار حافظ قرآن بھی تھے۔

ہم نے وہ ہستیاں بطور نمونہ کے پیش کر دی ہیں جن کے ہاتھ میں خدا تعالیٰ نے مختلف ادوار میں اسلام کی کلیدِ فتح وظفر تھمائی اور یہ وہی ہستیاں ہیں جو ابن وراق اور اس جیسے دوسرے معاندین کو شکست فاش دیتی چلی آئی ہیں۔ کیا ابن وراق اور اس کی قماش کے یہ لوگ عقل مند نہیں تھے؟ بخدا ان کی مکاریاں اور عیاریاں دیکھ معلوم ہوتا ہے کہ بہت عمدہ ذہنی صلاحیتوں کو اسلام دشمنی اور تعصب کی راہ میں برباد کرتے رہے تھے۔ پس ان عیار دماغوں کے دانت ہر میدان میں کھٹے کرنے والے یہ حافظ قرآن لیڈر اس بات کا ایک ناقابل تردید ثبوت ہیں کہ حفظِ قرآن کریم سے انسانی ذہن کو مزید جِلا ملتی ہے۔ اگر کوئی بُرا اثر پڑا ہے تو حفظ قرآن کے خدائی اہتمام سے مخالفین اسلام اور مخالفین قرآن کے ذہنوں پر پڑا ہے اور اس غم میں پاگل ہوئے جا رہے ہیں کہ یہ عدیم النظیر ذریعۂ حفاظت قرآن کریم کو نصیب ہی کیوں ہوا!

کیا ان حافظِ قرآن ہستیوں کے ہاتھوں دین اسلام کی اس درجہ شوکت وتمکنت کو دیکھ کر، اور پھر خدمتِ اسلام کے جہاد میں ان لوگوں کا کردار دیکھ کر کوئی شخص یہ تسلیم کر سکتا ہے کہ قرآن کریم حفظ کرنے والے کا ذہن کند ہو جاتا ہے اور وہ کسی بڑے کام کے قابل نہیں رہتا؟ آدھی دُنیا فتح کرنا بڑا کام نہیں؟ اور صرف غلبہ نہیں بلکہ دلوں کو فتح کرنا.... کیا یہ بڑا کام نہیں؟ کیا مفتوحین کو مہذب اور متمدّن بنانا بڑا کام نہیں؟ کیا مفتوحین کی تعلیم وتربیت اور انہیں علوم و فنون میں دسترس دلانا بڑا کام نہیں؟ بخدا دُنیا کے ہر کونے سے اس حقیقت کی شناسائی کے بعد یہی پکار اُٹھے گی کہ ابن وراق اگر تم کوئی وجود رکھتے ہو تو سُن لو کہ تمہارا جھوٹا ہونا ظاہر ہو چُکا ہے!!! اگر تم درحقیقت موجود ہو تو خواہش کرو کہ کاش تم نہ ہوتے۔

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود ومہدیٔ معہود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

**”دوسرا معجزہ قرآن شریف کا جو ہمارے لیے حکم مشہود ومحسوس کا رکھتا ہے وہ عجیب وغریب تبدیلیاں ہیں جو اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں ببرکتِ پیروی قرآن شریف واثرِ صحبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ظہور میں آئیں۔** جب ہم اس بات کو دیکھتے ہیں کہ وہ لوگ مشرف باسلام ہونے سے پہلے کیسے اور کس طریق اور عادت کے آدمی تھے اور پھر بعد شرف صحبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم واتباع قرآن شریف کس رنگ میں آئے اور کیسے عقائد میں، اخلاق میں، چلن میں، گفتار میں، رفتار میں، کردار میں اور اپنی جمیع عادات خبیثہ حالت سے منتقل ہو کر نہایت طیب اور پاک حالت میں داخل کئے گئے تو ہمیں اس تاثیرِ عظیم کو دیکھ کر جس نے ان کے زنگ خوردہ وجودوں کو ایک عجیب تازگی بخشی اور روشنی اور چمک بخش دی تھی اقرار کرنا پڑتا ہے کہ یہ تصرّف ایک خارق عادت تصرّف تھا جو خاص خدا تعالیٰ کے ہاتھ نے کیا“۔

(بحوالہ مرزا غلام احمد اپنی تحریرات کی رو سے صفحہ 519)

ایک طرف اخلاقِ فاضلہ کی اعلیٰ ترین مثالیں قائم کیں اور خدا کی عبادت اور تقویٰ اور توحید کے قیام کا ایسا نمونہ دکھایا کہ اس کی مثال نہیں ملتی۔ جدید علوم کی نہ صرف بنیاد ڈالی بلکہ ان کو اپنے دور کے مطابق ان کی معراج تک پہنچا دیا۔ علم کے ہر میدان میں ایسے ایسے کارنامے دکھائے کہ اور کسی قوم کو یہ علوشان نصیب ہی نہیں ہوئی۔ گہرے عقلی مضامین اور فلسفیانہ نکات نکالے اور پرانے فلسفہ کی اصلاح کی، عظیم ترین سائنس دان پیدا کیے۔ جدید علوم کے بانی مبانی بننا اور بے شمار علوم کی بنیاد ڈالنا ــــ اب یہ سعادت کون لے سکتا ہے؟ کیا یہ سب عالی شان لوگ اس کتاب کے پیروکار اور حافظ تھے جس کی پیروی سے انسانیت جاتی رہتی ہے اور جس کے حفظ کرنے سے دماغی صلاحیتوں کو نقصان ہوتا ہے؟ اور پیروکار بھی ایسے کہ جو اپنی ہر بات کی بنیاد قرآن کریم پر رکھتے تھے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”ظاہر ہے کہ امر محسوس اور مشہود کے مقابلہ پر کسی قیاس کی پیش نہیں جاتی۔ جب متواتر تجربہ سے ایک چیز کی کوئی خاصیت معلوم ہوگئی تو پھر مجرد قیاس کو اپنی دستاویز بنا کر اس امر واقعی سے جو بہ پایۂ ثبوت پہنچ چکا ہے۔ انکار کرنا اسی کا نام جنون اور سودا ہے“۔

(براہین احمدیہ روحانی خزائن جلد اول صفحہ 474,475 مطبوعہ لندن)

ان ”محققین“ کا حال تو وہی ہے جو اللہ تعالیٰ اس آیت میں بیان فرماتا ہے کہ: یُرِیْدُوْنَ اَنْ یُّطْفِئُوْا نُوْرَ اللّٰہِ بِاَفْوَاھِھِمْ۔ وَاللّٰہُ مُتِمُّ نُوْرِہٖ وَلَوْ کَرِہَ الْکٰفِرُوْنَ (التوبۃ:32)

یعنی وہ چاہتے ہیں کہ اللہ کے نور کو اپنے مُنہ کی پھونکوں سے بجھا دیں اور اللہ اپنے نور کو بالضرور پورا کرنے والا ہے خواہ کافر کتنا ہی ناپسند کریں۔

ایک لطف کی بات یہ ہے کہ یہ گمنام ”محقق“ ابن ورّاق کسی قسم کی شرم یا حیا کو اپنا مُنہ چھپانے کی وجہ قرار نہیں دیتا بلکہ کہتا ہے کہ جس طرح سلمان رشدی کی کتاب کے بعد مسلمانوں نے جوش دکھایا تھا اور اسے جان کے لالے پڑ گئے تھے اسی طرح مجھے بھی اپنی جان کی فکر ہے۔

ہم اس وقت مسلمانوں کے رویّہ پر تبصرہ کر کے مضمون کو طویل نہیں کرنا چاہتے لیکن یہ بیان کر دیتے ہیں کہ یہ کہہ کر ابن ورّاق خود ہی اپنی کرتوتوں کو سلمان رشدی سے ملا رہا ہے اور اس حقیقت سے کون اہل علم واقف نہیں کہ سلمان رشدی کی بدنام زمانہ کتاب کی بیہودگی پر صرف اہل اسلام ہی نہیں بلکہ غیر مسلم مہذّب دُنیا نے بھی احتجاج کیا تھا۔

جہاں تک ابن ورّاق اور اس قماش کے دوسرے لوگوں کی اس قسم کی گھٹیا کوششوں کا تعلق ہے تو یہ سمجھنا چاہئے کہ ہر دیانت دار اور سعید فطرت شخص جو ایسے اعتراض پڑھ کر تحقیق کی نظر سے اسلام کو دیکھے گا تو یہ اور اس جیسی دوسری تمام کتب اور ان کتب کے لکھنے والوں سے متنفر ہو کر اسلام کے قریب ہی ہوگا نہ کہ دُور۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”یقیناً سمجھنا چاہئے کہ دینِ اسلام کو سچے دل سے ایک دن وہی لوگ قبول کریں گے جو بباعث سخت اور پُرزور جگانے والی تحریکوں کے کتب دینیہ کی ورق گردانی میں لگ گئے ہیں اور جوش کے ساتھ اس راہ کی طرف قدم اُٹھا رہے ہیں گو وہ قدم مخالفانہ ہی سہی۔ ہندوؤں کا وہ پہلا طریق ہمیں بہت مایوس کرنے والا تھا جو اپنے دلوں میں وہ لوگ اس طرز کو زیادہ پسند کے لائق سمجھتے تھے کہ مسلمانوں سے کوئی مذہبی بات چیت نہیں کرنی چاہئے اور ہاں میں ہاں ملا کر گزارہ کر لینا چاہئے لیکن اب وہ مقابلہ پر آ کر اور میدان میں کھڑے ہو کر ہمارے تیز ہتھیاروں کے نیچے آ پڑے ہیں اور اس صَیدِ قریب کی طرح ہو گئے جس کا ایک ہی ضرب سے کام تمام ہو سکتا ہے ان کی آہوانہ سرکشی سے ڈرنا نہیں چاہئے دشمن نہیں ہیں وہ تو ہمارے شکار ہیں.....

سو تم اُن کے جوشوں سے گھبرا کر نومیدمت ہو کیونکہ وہ اندر ہی اندر اسلام کی ڈیوڑھی کے قریب آ پہنچے ہیں۔

**مَیں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ جو لوگ مخالفانہ جوش سے بھرے ہوئے آج تمہیں نظر آتے ہیں تھوڑے ہی زمانہ کے بعد تم انہیں نہیں دیکھو گے۔** حال میں جو آریوں نے ہم لوگوں کی تحریک سے مناظرات کی طرف قدم اُٹھایا ہے تو اس قدم اُٹھانے میں گو کیسی ہی سختی کے ساتھ اُن کا برتاؤ ہے اور گو گالیوں اور گندی باتوں سے بھری ہوئی کتابیں وہ شائع کر رہے ہیں مگر وہ اپنے جوش سے درحقیقت اسلام کیلئے اپنی قوم کی طرف راہ کھول رہے ہیں اور ہماری تحریکات کا واقعی طور پر کوئی بدنتیجہ نہیں۔ ہاں یہ تحریکات کوتہ نظروں کی نگاہ میں بدنما ہیں مگر کسی دن دیکھنا کہ یہ تحریکات کیونکر بڑے بڑے سنگین دلوں کو اس طرف کھینچ لاتی ہیں۔ یہ رائے کوئی ظنّی اور شکّی رائے نہیں بلکہ ایک یقینی اور قطعی امر ہے۔ لیکن افسوس اُن لوگوں پر جو خیر اور شر میں فرق نہیں کر سکتے اور شتاب کاری کی راہ سے اعتراض کرنے کے لیے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ خدائے تعالیٰ نے ہمیں مداہنہ سے تو صاف منع فرمایا ہے لیکن حق کے اظہار سے باندیشہ اس کی مرارت اور تلخی کے باز آ جانے کا کہیں حکم نہیں فرمایا۔

فتدبروا ایھا العلماء المستعجلون۔ الا تقرؤن الفرقان مالکم کیف تحکمون.............۔

دراصل تہذیب حقیقی کی راہ وہی راہ ہے جس پر انبیاء علیہم السلام نے قدم مارا ہے جس میں سخت الفاظ کا داروئے تلخ کی طرح گاہ گاہ استعمال کرنا حرام کی طرح نہیں سمجھا گیا بلکہ ایسے درشت الفاظ کا اپنے محل پر بقدر ضرورت ومصلحت استعمال میں لانا ہر ایک مبلغ اور واعظ کا فرض وقت ہے جس کے ادا کرنے میں کسی واعظ کا سُستی اور کاہلی اختیار کرنا اس بات کی نشانی ہے کہ غیر اللہ کا خوف جو شرک میں داخل ہے اس کے دل پر غالب اور ایمانی حالت اس کی ایسی کمزور اور ضعیف ہے جیسے ایک کیڑے کی جان کمزور اور ضعیف ہوتی ہے“۔

(ازالہ اوہام حصہ دوم روحانی خزائن جلد سوم صفحہ 118-120 مطبوعہ لندن)


THOMPSON & CO SOLICITORS

Consult us for your legal requirements such as Immigration & Nationality, Conveyancing & Employment, Welfare Benefits, Personal Injury, Family & Ancillary Proceedings,, Wills & Probate, Criminal Litigation .

Contact:

Anas A.Khan, John Thompson Solicitors

1st floor 48 Tooting High Street London SW17 0RG

Tel: 020 8333 0921+020 8767 5005

Mobile: 0780-3298065 Fax: 020 8871 9398

DEAN MANSON SOLICITORS

We specialise in Immigration & Nationality law; Commercial, Media & Entertainment, Conveyancing, Employment, Family & Ancillary Proceedings, Criminal & Civil Litigation

CONTACT

MUZAFFAR MANSOOR & EJAZ BAIG

243-245 MITCHIM ROAD-TOOTING, LONDON SW17 9JQ

TEL: 020 8767 5000 — FAX: 020 8767 0456

EMAIL: info@dmansonsolicitors.com

Earlsfield Properties

We will manage your property at 0% commission

Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years

Free management Service

Guaranteed vacant possession

175 Merton Road London SW18 5EF

Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

بقیہ:دورہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ
از صفحہ نمبر16

منعقد ہونے والا جلسہ ہے جو مسیح موعودؑ کی بستی ہے اور جس کا ایک روحانی ماحول ہے۔ اس لئے یہاں دوسرے جلسوں سے بہت بڑھ کر روحانی تبدیلیاں پیدا ہونی چاہئیں۔

اس جلسہ میں پاکستان کے احمدیوں کو شمولیت کا موقعہ فراہم کرنے پر حضور انور نے حکومت ہند کا شکریہ ادا کرتے ہوئے فرمایا کہ حکومت ہند نے ان مجبور لوگوں کو اس جلسہ میں شامل ہونے اور اس روحانی ماحول سے فائدہ اٹھانے کا موقع دیا ہے جو اپنا جلسہ منعقد نہیں کر سکتے۔

گیارہ ہزار نومبائعین کی جلسہ میں شمولیت کا ذکر کرتے ہوئے حضور انور نے فرمایا کہ ایک بہت بڑی تعداد ہوگی جسے پہلی بار اس میں شامل ہونے کا موقعہ مل رہا ہے اور اس ماحول نے ان پر عجیب کیفیت طاری کی ہوگی، انہوں نے اپنی دعاؤں میں اس کیفیت کو دیکھا ہوگا۔ اس کیفیت کو اپنی زندگیوں کا حصہ بنالیں، کیونکہ ان پاک تبدیلیوں نے ہی انشاء اللہ احمدیت کی ترقی کے نمونے دکھانے ہیں۔ ہر مخالفت، ہر طوفان اور ہر آندھی جو آپ کو ختم کرنے کیلئے اٹھتی ہے، اٹھ رہی ہے اور اٹھے گی یہ آپ کو اللہ کے مزید قریب کرنے والی بن جانی چاہئے۔ الٰہی جماعتوں کو مخالفتوں کے سمندروں سے گزرنا پڑتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ کی مدد سے جب آپ دعائیں کرتے ہوئے، ایمان پر قائم رہتے ہوئے بغیر گھبرائے اپنا سفر جاری رکھیں گے تو ہر منزل پر اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے نظارے انشاء اللہ آپ کو نظر آئیں گے اور کوئی روک آپ کی ترقی کی رفتار کو کم نہیں کر سکے گی۔ اس ضمن میں حضور انور نے قرون اولیٰ کے مسلمانوں پر ہونے والے مظالم کا ذکر کرتے ہوئے حضرت یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھرانہ کی قربانیوں اور ان کی ثابت قدمی کے واقعہ کو بیان فرمایا۔

حضور انور نے فرمایا کہ ہندوستان میں احمدیت قبول کرنے والے بھی غریب لوگ ہیں اور ان میں بھی خدا کا خوف ہے، وہ اللہ کے حکم کے آگے کسی مولوی، کسی وڈیرے، کسی افسر اور کسی مکھیا کو کوئی اہمیت نہیں دیتے، اسی لئے ان پر بھی ظلم ہوتے ہیں۔ پس آج اگر احمدیوں پر ظلم ہوتے ہیں تو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد یاد رکھیں کہ اللہ تعالیٰ بغیر اجر دیئے نہیں چھوڑتا۔

قرون اولیٰ میں صرف غریبوں پر ہی ظلم نہیں ہوئے بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس پر بھی ظلم ڈھائے گئے لیکن جیسا کہ خدا تعالیٰ کا وعدہ تھا کہ کَتَبَ اللّٰہُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَ رُسُلِیْ اِنَّ اللّٰہَ قَوِیٌّ عَزِیْزٌ دشمن نامراد رہا اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا تعالیٰ نے کامیابیوں سے نوازا۔ اس سلسلہ میں حضور انور نے ہجرت مدینہ اور فتح مکہ کا ذکر فرمایا اور اپنے بندوں کیلئے خدا تعالیٰ کی تائید کے بارہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ارشاد پڑھ کر سنایا۔

حضور انور نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت اور افغانستان، ہندوستان، پاکستان، بنگلہ دیش، سری لنکا، انڈونیشیا اور دیگر ممالک میں جماعت کی مخالفت اور احمدیوں کی شہادتوں خصوصاً ہندوستان میں معلم صاحب کی شہادت کا ذکر کر کے مخالفین کو ان کے برے انجام سے ڈراتے ہوئے فرمایا کہ مجھے یقین ہے کہ دشمن کی اس حرکت سے خدا کے فضل اور زیادہ نازل ہوں گے اور اس علاقہ میں احمدیت پھیلے گی، پھولے گی اور بڑھے گی، لیکن وہاں کی حکومتی انتظامیہ سے میں کہتا ہوں کہ آپ لوگ ظالم کے ہاتھ نہ روک کر اس ظلم میں کہیں شریک نہ ہو جائیں، یاد رکھیں مظلوم کی آہ عرش کے پائے ہلا دیتی ہے۔ ہم ظلم کا بدلہ ظلم سے لے کر قانون کو ہاتھ میں نہیں لیتے لیکن ہم اللہ کے حضور جھکتے ہیں جو سب طاقتوروں سے زیادہ طاقتور ہے اور اپنے وعدے پورے کرنے والا ہے۔

ہم اس بات کا ادراک رکھتے ہیں کہ چند ایک جانوں کی قربانی قوموں کی زندگی میں کوئی حیثیت نہیں رکھتی اور قربانیاں کرنے والے اور ظلموں میں پسنے والے خوب جانتے ہیں کہ ان کی قربانی اللہ کے حضور اجر پانے والی ہے۔ پس ہماری نظر ہمیشہ آخری منزل کی طرف رہتی ہے۔

حضور انور نے جماعت کی ترقیات کے ضمن میں دنیا کے 185 ممالک میں جماعت کے قیام کا تذکرہ فرمایا۔

مخالف سمجھتے ہیں کہ ہم نے ان کی ترقی کے سامنے بند باندھ دیئے ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ جماعت کیلئے ترقی کے نئے نئے راستے کھول رہا ہے۔ یہ بے وقوف سمجھتے ہیں کہ ریت کے بند باندھ کر طوفانی پانیوں کو روک دیں گے، طوفانی پانیوں کے سامنے تو سیسہ پلائی ہوئی دیواریں بھی ٹکا نہیں کرتیں۔ یہ ہمارے مخالفین بیوقوفوں کی کس جنت میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ ان کی مخالفت سے احمدی اپنے ایمان میں پہلے سے زیادہ بڑھ جاتا ہے۔

پس فتح انشاء اللہ ہمارا مقدر ہے اور گزشتہ سو سال سے زائد کی جماعت کی تاریخ اس بات کی گواہ ہے کہ جماعت کا ہر قدم ترقی کی منازل کی طرف اٹھ رہا ہے، اس لئے مایوسی اور پریشانی کی کوئی وجہ نہیں۔ اپنے گھروں میں واپس جا کر بھی دعاؤں اور عبادتوں پر توجہ دیں۔ ان تمام نومبائعین سے میں کہتا ہوں کہ اپنے ثبات قدم کیلئے بھی دعا کریں۔ اللہ نے آپ کو توفیق دی کہ زمانہ کی مخالفتوں کے باوجود آپ اس زمانہ کے امام کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سلام پہنچانے والے بنے ہیں۔ پس اپنے اندر پاک تبدیلیوں کے معیار بلند سے بلند کرتے چلے جائیں اور اپنے پائے ثبات میں لغزش نہ آنے دیں۔

جلسہ کے 25000 حاضرین جن میں 11000 نومبائعین اور 4500 پاکستانی شامل تھے حضور نے انہیں تلقین کرتے ہوئے فرمایا کہ ان مخالفتوں میں قربانیاں دیتے ہوئے خدا کا پیغام لوگوں تک پہنچاتے رہیں، اپنی اصلاح کرتے ہوئے دوسروں کیلئے نمونہ بنیں اور دوسروں کو بھی احمدیت میں شامل کرنے والے ہوں تو انشاء اللہ تعالیٰ جوبلی کے جلسہ میں آپ کی حاضری ہزاروں میں نہیں بلکہ لاکھوں میں ہوگی۔

جب اللہ کی مدد اور نصرت شامل حال ہو تو دشمن کچھ نہیں بگاڑ سکتا، یہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے اور اللہ اپنے وعدوں کے خلاف نہیں کیا کرتا۔ شہیدوں کے خون رائیگاں نہیں جائیں گے بلکہ ضرور رنگ لائیں گے۔ احمدی کا صرف خون ہی رنگ نہیں لاتا بلکہ میں تو اس یقین پر قائم ہوں کہ احمدی کو پہنچنے والی معمولی سی تکلیف کو بھی اللہ تعالیٰ بغیر نوازے نہیں چھوڑتا۔ ایک مسجد بند ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ دس مساجد عطا کر دیتا ہے، ایک جماعت پر پابندی لگائی جاتی ہے تو دس جماعتیں آزادی کے ساتھ اپنے فرائض ادا کرنے والی مل جاتی ہیں۔ پس ہر تکلیف اللہ کی رضا حاصل کرنے کیلئے برداشت کریں۔ انشاء اللہ وہ دن دور نہیں جب تمام مخالفین ہوا میں اڑ جائیں گے اور مخالفت کرنے والے آپ کے سامنے جھکنے پر مجبور ہونگے۔

حضور انور نے فرمایا کہ ہمیں اپنی کمزوریوں کو دور کرتے ہوئے اپنے ایمانوں میں مضبوطی پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔ پیدائشی اور پرانے احمدی بھی اس طرف توجہ کریں کیونکہ نئے آنے والوں نے آپ سے نمونے پکڑنے ہیں۔ پس ہر احمدی کو اپنے اندر پاک تبدیلی پیدا کر کے اپنی زندگی میں انقلاب لانا ہوگا۔

مذکورہ بالا مضامین کے تعلق میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعض ارشادات نیز جماعت کے غلبہ اور دشمن کی ذلت کے بارہ میں خوشخبریوں پر مبنی حضور علیہ السلام کے 1906ء کے بعض الہامات بیان کر کے حضور انور نے فرمایا کہ ان الہامات سے اگر حصہ لینا ہے تو ہمیں اپنے اعمال کی درستی کرنا ہوگی تا کہ ان فضلوں اور انعاموں کے ہم وارث بن سکیں جو اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے وعدہ فرمائے ہیں۔

حضور انور نے شاملین جلسہ خصوصاً پاکستان سے آنے والوں کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا کہ ان دنوں سے خوب فائدہ اٹھائیں اور متبرک مقامات کو اپنے آنسوؤں سے تر کر دیں۔ جہاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے سجدے کئے ان جگہوں پر سجدے کریں، گڑگڑائیں اور روئیں۔ آپ لوگ جن پر پاکستان میں اللہ کا نام بلند آواز میں پکارنے پر پابندیاں ہیں، اسلامی شعار اختیار کرنے پر پابندیاں ہیں، اپنے جلسے منعقد کرنے پر پابندیاں ہیں، آپ کے جذبات کی ناقابل بیان کیفیت ہوگی اس کیفیت کو اللہ کے حضور آنسوؤں اور ہچکیوں کی صورت میں اس عجز سے پیش کریں کہ وہ اللہ کے دربار سے قبولیت کا درجہ پا کر لوٹیں اور ہم ان خوش خبریوں کو اپنی زندگی میں پورا ہوتے دیکھیں جو مسیح الزمان نے ان سجدہ گاہوں سے دعاؤں کی قبولیت کی صورت میں اللہ تعالیٰ سے پائی تھیں۔

اللہ تعالیٰ کے وعدہ کے مطابق احمدیت نے تو غلبہ پانا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہماری نالائقیوں اور ناسپاسیوں کو معاف فرماتے ہوئے محض اور محض اپنے رحم اور فضل سے ان فتوحات کے نظارے ہماری زندگیوں میں دکھا دے، ہماری روکوں کو دور فرما دے، پاکستان میں بھی جلد وہ دن آئیں کہ کھوئی ہوئی رونقیں دوبارہ لوٹ آئیں اور پاکستانی احمدی بھی اپنی روح کی تسکین کے سامان کر سکیں۔ اپنے وطن کیلئے احمدی ہی کی دعا ہے جس نے اس کے ملک کی تقدیر بدلنی ہے، انسانیت سے محبت کا تقاضا ہے کہ دنیا کی تقدیر بدلنے کیلئے تڑپ تڑپ کر دعا کریں اور اپنے نیک نمونے قائم کریں۔ پاکستانی احمدی کے دل میں خلافت سے دوری کیلئے جو درد ہے اللہ تعالیٰ آسانیاں پیدا فرما کر اسے راحت میں بدل دے۔

خطاب کے بعد حضور انور نے اختتامی دعا کروائی، جس میں ایم ٹی اے کی برکت سے تمام دنیا کے احمدی مسلمانوں نے اپنے آقا کی اقتداء کی سعادت پائی۔

## تقریب بیعت

دعا کے بعد حضور انور سٹیج سے نیچے تشریف لائے اور جرمنی میں مقیم ایک پاکستانی مکرم عبدالحنان صاحب اور تین جرمن احباب Ali Mhchdi، Menzel Enrico، Isa Musa اور Dominik Heil کے ہاتھوں کو اپنے دست مبارک میں پکڑ کر ان کی بیعت لی۔ خواتین کے ہال میں جرمنی میں مقیم ایک انڈین خاتون Gurder Kaur کو بھی بیعت کی توفیق ملی، جبکہ دونوں ہالز میں موجود احمدی مرد و خواتین نے اور ایم ٹی اے کے ذریعہ قادیان کے جلسہ گاہ میں موجود ہزاروں افراد نے اپنے آقا سے تجدید بیعت کا شرف پایا۔ مکرم محمد الیاس مجوکہ صاحب سیکرٹری تبلیغ جرمنی کو حضور انور کی اقتداء میں بیعت کے اردو الفاظ کے رواں جرمن ترجمہ کی سعادت ملی۔

پروگرام کے اختتام پر حضور انور 12:35 بجے دوپہر روانہ ہو کر 12:55 بجے بیت السبوح پہنچے۔ ڈیڑھ بجے دوپہر حضور انور نے نماز ظہر و عصر جمع کر کے پڑھائیں اور پھر آپ اپنی رہائش گاہ تشریف لے گئے۔

دوسرے وقت حضور نے اپنے رہائشی دفتر میں ڈاک ملاحظہ فرمائی اور دفتر امور نمٹائے۔

## نماز جنازہ

رات آٹھ بجے حضور انور نماز مغرب وعشاء کیلئے تشریف لائے اور نمازوں کی ادائیگی سے قبل مکرم حمید احمد صاحب سابق انسپکٹر بیت المال حال جرمنی کی نماز جنازہ حاضر اور مکرم عبدالعزیز صاحب جدران آف نواب شاہ، مکرم الحاج ملک نواب دین صاحب آف کوئٹہ حال جرمنی، مکرم عزیز احمد مظفر صاحب آف جڑانوالہ ضلع فیصل آباد اور مکرمہ عکس ماہ صاحبہ بیوہ مکرم میجر منصور احمد صاحب شہید آف راولپنڈی کی نماز جنازہ غائب پڑھائیں۔

نماز ہائے جنازہ اور نماز مغرب وعشاء کی ادائیگی کے بعد حضور انور اپنی رہائش گاہ تشریف لے گئے۔

## مورخہ 29/دسمبر 2006ء

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز صبح سوا سات بجے نماز فجر کیلئے تشریف لائے اور نماز پڑھائی۔

پہلے وقت میں حضور انور نے اپنے رہائشی دفتر میں مختلف دفتری امور نمٹائے۔

## خطبہ جمعہ

نماز جمعہ کیلئے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز 2:05 پر مسجد بیت السبوح تشریف لائے۔ حضور انور کے فرمان پر مکرم ساجد نسیم صاحب مربی سلسلہ ہمبرگ جرمنی نے اذان کہی۔ 2:10 پر حضور انور نے نہایت پر معارف اور بصیرت افروز خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا، جس میں حضور نے اپنے دورۂ جرمنی کی غرض بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ وعدہ تو میرا یہ تھا کہ جرمنی کی جماعت ہر سال پانچ مساجد بنائے گی تو میں آؤں گا لیکن اس سال ابھی صرف تین بنائی گئی ہیں، اس سے یہ نہ سمجھیں کہ میں تین پر راضی ہو گیا ہوں۔ میں تو اس لئے آیا ہوں کہ برلن کی مسجد کا سنگ بنیاد رکھوں کیونکہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کی بڑی خواہش تھی کہ یہ مسجد بنے، اس کیلئے رقم بھی جمع ہوئی جو بعد میں لندن کی مسجد میں خرچ ہوئی۔

حضور انور نے خلافت ثانیہ میں برلن کی مسجد کیلئے ہندوستان خصوصاً قادیان کی خواتین کی غیر معمولی قربانی کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ جو معیار ان غریب لوگوں نے قائم کئے تھے شاید وہ معیار آپ قائم نہ کر سکیں۔ اس ضمن میں حضور انور نے صدر صاحب مجلس انصار اللہ جرمنی کی طرف سے مسجد بنانے کیلئے قرض کی درخواست کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ میں نے سوچا تھا کہ اگر انہوں نے دوبارہ یہ درخواست کی تو میں پاکستان کے احمدیوں سے کہوں گا کہ وہ آنہ دو آنہ جمع کر کے اپنے ان بھائیوں کی مدد کریں۔

حضور انور نے برلن کی مسجد کے تذکرہ میں فرمایا کہ اس مسجد کی بڑی اہمیت ہے، 86 سال بعد ہم اسے بنانے لگے ہیں، لہٰذا سازگار حالات سے فائدہ اٹھاتے ہوئے فوری تعمیر مکمل ہو جانی چاہئے۔ حکومتی ادارے تو خدا تعالیٰ کے فضل سے جماعت کے ساتھ ہیں لیکن بعض مقامی نیشنلسٹ اس کی مخالفت کر رہے ہیں۔ امیر صاحب پریشان تھے تو میں نے امیر صاحب سے کہا کہ ہم انشاء اللہ ضرور جائیں گے اور اللہ مدد فرمائے گا۔ یہ سرپھروں کا گروہ ہمارا کیا کر لے گا، زیادہ سے زیادہ چند پتھر پھینک دے گا۔ یہ روکیں ہمارا ارادہ نہیں بدل سکتیں۔ اسلام کا پیغام پہنچانے کیلئے، اللہ کے حضور جھکتے ہوئے، اس سے دعائیں کرتے ہوئے اس نیک کام کو انجام دیں گے تو اللہ تعالیٰ آسانیاں پیدا فرمائے گا۔

حضور نے فرمایا کہ جرمن قوم اتنی سخت مزاج نہیں جتنا اظہار وہاں ہو رہا ہے۔ دراصل بعض مسلمان گروہوں نے وہاں بہت بگاڑ پیدا کیا ہے جس کی وجہ سے یہ لوگ کسی مسلمان گروپ کی بات نہیں سن رہے۔ پس آج احمدیت نے محبت بکھیرنی ہے اور خدا کا پیغام ساری دنیا میں پہنچانا ہے۔ مسجد کی تعمیر کے دوران بھی نرم رویہ اختیار کرنا ہے، صبر کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑنا۔

حضور انور نے انگلستان کے علاقہ ہارٹلے پول کی مسجد کی مثال بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ شروع میں لوگوں نے بہت مخالفت کی لیکن مسجد کی تعمیر کے بعد احمدیوں کا رویہ دیکھ کر ان لوگوں کے تأثرات بالکل بدل گئے۔ پس یہاں کا تأثر بھی انشاء اللہ وقت کے ساتھ ساتھ زائل ہو جائے گا۔ لیکن آپ کا فرض ہے کہ آپ لوگوں کو اسلام کی تعلیم بتائیں۔ انہیں بتائیں کہ ہم یہ مسجد اس روح کے ساتھ بنا رہے ہیں جس روح کے ساتھ خدا کے پہلے گھر کی بنیاد رکھی گئی تھی۔ پس ہماری مسجد اس پہلے گھر کی اتباع میں امن کا پیغام پہنچانے، امن قائم کرنے اور پیار، محبت اور بھائی چارہ کی فضا پیدا کرنے کیلئے ہو گی۔ ہماری اس مسجد سے اللہ تعالیٰ کی آخری اور کامل شریعت کی تعلیم کے نور کی کرنیں ہر سو پھیلیں گی۔ ہم تو امن کی خاطر قربانی دینے والے ہیں، ہم اپنے حقوق چھوڑ کر امن قائم کرنے والے ہیں۔ یہ پیغام سب کو پہنچا دیں پھر جیسا کہ پہلے ہوا اب بھی ہوگا اور یہ اعتراض کرنے والے ہم سے تعاون کرنے لگیں گے۔ اگر آپ یہ نمونہ قائم کریں گے تو برلن میں ایک نہیں کئی مساجد بنائیں گے۔ پس قربانیاں اور دعائیں کرتے چلے جائیں، یہ نہیں کہ اپنے وعدے پورے کرنے کیلئے جماعت سے ہی قرض مانگنے لگ جائیں، اگر جماعت آپ کو قرض دیدے تو دنیا کی باقی جماعتوں کے منصوبے پورے نہیں ہو سکتے۔ مالی قربانی نام ہی اس بات کا ہے کہ اپنے پر تنگی وارد کر کے خدا کی راہ میں دیا جائے۔ آپ کی جان، مال اور وقت کی قربانی نے ہی جرمنوں کے دل جیتنے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں ہی آپ کے دعویٰ کے بارہ میں اس ملک میں خبر پہنچ چکی تھی، اگر دنیا کے حالات نہ بدلتے اور ہماری سُستیاں نہ ہوتیں تو بہت کام ہو سکتا تھا۔ اس ضمن میں حضور انور نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نام ایک جرمن عورت کا خط پڑھ کر سنایا جو اس وقت اخبار بدر میں شائع ہوا تھا اور خط لکھنے والی اس عورت نے حضور علیہ السلام کی صداقت کے بارہ میں اپنے جذبات کا اظہار کرتے ہوئے آپ کے رسول ہونے کا اقرار کیا تھا اور حضور علیہ السلام سے درخواست کی تھی کہ آپ اس کے نام چند سطور تحریر فرمائیں اور اپنی تصویر بھی اسے بھجوائیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ آج آپ یہاں ہزاروں میں ہیں، تبلیغ کرتے اور مسجدیں بنا رہے ہیں، پھر بھی لوگوں کا رجحان کم ہے۔ یہ ٹھیک ہے کہ دنیا مذہب سے ہٹی ہوئی ہے لیکن لوگوں میں ایک بے چینی پائی جاتی ہے۔ پس ان کی یہ بے چینی دور کرنے کیلئے انہیں اسلام کی تعلیم کی خوبیاں بتائیں۔ یہ مسجدیں ہی ہیں جو آپ کا پیغام ان علاقوں میں پہنچائیں گی۔ مشرقی جرمنی کی اس ایک مسجد سے خوش نہ ہو جائیں بلکہ اور بھی کوشش کریں۔ حضور انور نے خلافت ثانیہ میں برلن کی مسجد اور یہاں ایک بڑا مرکز بنانے کے منصوبہ کی تفصیل بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ اس وقت پندرہ لاکھ روپے جمع ہونے مشکل تھے اور آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے جرمنی کی جماعت برلن کی مسجد کے ساتھ ساتھ کئی اور مساجد بنانے کی توفیق بھی پا رہی ہے اور برلن کی مسجد کیلئے پندرہ لاکھ کے مقابلہ میں سات آٹھ کروڑ روپے خرچ کرنے کی استعداد رکھتی ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے مساجد کی تعمیر کے حوالہ سے بعض قرآنی آیات پڑھیں اور ان کی روشنی میں بیان فرمایا کہ خدا تعالیٰ پر مکمل ایمان اور اس کا تقویٰ اختیار کئے بغیر ہم مسجد کی تعمیر نہیں کر سکتے اور اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے اور اس کا تقویٰ اختیار کرنے کی کچھ شرائط ہیں۔ ایک یہ کہ کسی غیر اللہ کی ان کے نزدیک کوئی اہمیت نہ ہو۔ اللہ کا نام ان کے سامنے لیا جائے تو ان کے دل ڈر جاتے ہیں اور وہ فوراً توجہ کرتے ہیں کہ نافرمانی کی وجہ سے کہیں پکڑے نہ جائیں۔ ہر دن ان میں ایک نئی تبدیلی پیدا ہوتی ہے نیز ایمان اور اللہ تعالیٰ کے خوف میں زیادتی کا باعث ہوتا ہے۔ اللہ اور اس کے رسول کی باتوں کی طرف بلایا جائے تو کہتے ہیں کہ ہم نے سنا اور ہم نے مان لیا، اگر یہ جواب نہیں تو ایمان بھی کامل نہیں، پھر مساجد آباد نہیں کر سکتے۔ اللہ پر ایمان لانے والے اللہ اور رسول کے مخالفین کے ساتھ دوستیاں نہیں رکھتے بلکہ اللہ، رسول اور اس کے جاری کردہ نظام سے سب سے زیادہ محبت کرنے والے ہوتے ہیں۔ یوم آخرت پر انہیں کامل ایمان ہوتا ہے۔ پھر مسجدیں بنانے والے نماز قائم کرنے والے ہوتے ہیں، مسجد کیلئے چندہ دے کر یہ نہیں سمجھتے کہ ہم نے جماعت پر احسان کیا ہے۔ مسجدوں کی تعمیر کے بعد ان کی آبادی کی فکر کرتے ہیں۔ زکوٰۃ ادا کرنے والے ہوتے ہیں، مسجد کیلئے چندہ دے کر زکوٰۃ سے ہاتھ نہیں کھینچ لیتے بلکہ اس میں پیش پیش رہتے ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ ایسے لوگ جو اوپر کی نشانیوں والے ہوتے ہیں وہ مساجد کو حقیقی رنگ میں تعمیر کرنے والے ہوتے ہیں اور وہ ایسی مساجد ہوتی ہیں جو اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو سمیٹنے والی ہوتی ہیں، مخالفین ان کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کی روشنی میں فرمایا کہ امام وقت کا انکار کرنے والوں کی مسجدیں تعمیر تو ہو جاتی ہیں لیکن وہ ہدایت سے خالی ہوتی ہیں۔

آخر پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات کی روشنی میں بیان فرمایا کہ مسجدوں کی اصل زینت نمازیوں سے ہوتی ہے۔ پس اللہ تعالیٰ آپ کو کامل ایمان اور تقویٰ کے ساتھ مسجدیں بنانے کی توفیق عطا فرمائے۔

## Rodgau میں مسجد کے سنگ بنیاد رکھنے کی پُرمسرت تقریب

آج جرمنی کی جماعت کو سو مساجد سکیم کے تحت حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے دست مبارک سے ایک اور مسجد کا سنگ بنیاد رکھوانے اور ایک مسجد کا افتتاح کروانے کی سعادت مل رہی تھی۔

اس پروگرام کیلئے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ شام پانچ بجے باہر تشریف لائے اور اجتماعی دعا کے بعد قافلہ Franken (فرانکن) ریجن کی تین جماعتوں Rodgau (روڈ گاؤ)، Rodermark (روڈر مارک) اور Seligenstadt (زیلیگن سٹڈ) کی مشترکہ مسجد کے سنگ بنیاد کیلئے روڈ گاؤ کیلئے روانہ ہوا۔

آٹو بان نمبر 661 اور 3 پر نصف گھنٹے کی مسافت طے کر کے قافلہ ساڑھے پانچ بجے روڈ گاؤ پہنچا۔ روڈ گاؤ نامی شہر پانچ قصبات کو ملا کر بنایا گیا، ویسے تو یہ شہر زمانہ قبل مسیح سے مختلف ناموں سے آباد چلا آ رہا ہے لیکن 1979ء میں اس کو روڈ گاؤ کا نام دیا گیا۔ یہ شہر فرینکفرٹ سے 28 کلومیٹر کے فاصلہ پر واقع ہے، اس کا مجموعی رقبہ 65 مربع کلومیٹر اور اس کی آبادی 45 ہزار ہے۔

جماعتی لحاظ سے اوّلاً 1986ء میں ایک خاندان اس شہر میں آیا اور اس جماعت کی بنیاد پڑی۔ پہلے سال روڈ گاؤ کی جماعت کے افراد کی کل تعداد دس تھی جو تین خاندانوں پر مشتمل تھی لیکن اس وقت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس شہر میں 38 خاندان آباد ہیں اور اس کی تجنید 213 ہے۔ 1997ء میں اس جماعت میں نماز سینٹر بنایا گیا۔ 2002ء سے مسجد بنانے کی کوشش شروع کی گئی اور مختلف قانونی تقاضے پورے کرنے کے بعد خدا تعالیٰ کے فضل سے 5/اکتوبر 2006ء میں 1034 مربع میٹر پر مشتمل یہ زمین خرید کی گئی۔

اس مسجد کی تعمیر میں روڈ گاؤ کے علاوہ 1985ء میں قائم ہونے والی روڈر مارک کی جماعت اور 1988ء میں قائم ہونے والی زیلنگن کی جماعت بھی شامل ہے۔ روڈر مارک کی جماعت اس مسجد سے تقریباً آٹھ کلومیٹر کے فاصلہ پر ہے اور 32 خاندانوں کی 141 تجنید پر مشتمل ہے۔ جبکہ زیلنگن کی جماعت اس مسجد سے تقریباً دس کلومیٹر کے فاصلہ پر ہے اور اس میں 28 خاندان کے 112 افراد پر مشتمل ہے۔

قافلہ کے مذکورہ پلاٹ پر پہنچنے پر حضور انور گاڑی سے باہر تشریف لائے تو مرکزی عہدیداران، مبلغین کرام، ریجنل عہدیداران، تینوں جماعتوں کے صدور اور ان کی عاملہ کے بعض ممبران نے حضور کا استقبال کیا، ایک بچہ اور بچی نے حضور انور اور حضرت بیگم صاحبہ کی خدمت میں پھولوں کے گلدستے پیش کئے۔ بچے اور بچیاں لوائے احمدیت اور جرمنی کے جھنڈے کے طرز کی چھوٹی چھوٹی جھنڈیاں لہراتے ہوئے یا امیرَ المومنین اھلا و سھلا و مرحبا اور دیگر اشعار خوش الحانی سے پڑھ کر اپنے آقا کا پرجوش استقبال کر رہے تھے۔

مسجد کے سنگ بنیاد کی تقریب کیلئے مارکیاں لگا کر عارضی انتظام کیا گیا تھا، جنہیں رنگ برنگے آرائشی کاغذوں اور غباروں سے مزین کیا گیا تھا اور ان میں قرآنی آیات، احادیث اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات پر مشتمل بینرز لگائے گئے تھے۔ حضور انور کے اسٹیج پر تشریف لانے کے بعد پروگرام کا آغاز تلاوت قرآن کریم کے ساتھ ہوا۔ مکرم لمعات مرزا صاحب نے سورۃ البقرہ کی آیات 128 تا 130 کی تلاوت کی۔ مکرم معاذ اللہ میلو صاحب نے ان آیات کا جرمن اور مکرم نیرّ اقبال صاحب نے اردو ترجمہ پیش کیا۔

محترم امیر صاحب جرمنی نے سب سے پہلے جرمنی جماعت کی اس خوش قسمتی کا ذکر کیا کہ حضور ان دنوں ہمارے پاس ہیں۔ لوکل جماعت کی تفصیل اور اس کی جماعتی اور ملکی امور میں دلچسپی اور فعال کارکردگی کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ غیر ملکیوں کی کونسل کے بارہ ممبران میں سے دو ممبر احمدی ہیں۔ مکرم امیر صاحب نے مسجد کی تعمیر کا تفصیلی پلان بیان کیا۔ آخر پر مکرم امیر صاحب نے حضور انور کی خدمت میں درخواست کی کہ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں انسانیت کی سچی خدمت کی توفیق عطا فرمائے، ہم اسلام کی حقیقی تعلیمات پر عمل کرنے والے ہوں۔ نیز شہر کی خوشحالی اور امن کیلئے ہم حضور کی خدمت میں دعا کے خواستگار ہیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ میں نے جو کچھ کہنا تھا وہ آج کے خطبہ جمعہ میں کہہ چکا ہوں، اس سے زائد اور کچھ نہیں کہنا چاہتا۔ امید ہے کہ آپ نے اسے سن لیا ہوگا، اب اس پر عمل کریں۔

اس مختصر پروگرام کے بعد 5:50 بجے مسجد کی باقاعدہ بنیاد رکھنے کی کارروائی شروع ہوئی اور حضور اقدس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دعا کے ساتھ مسجد کی بنیاد میں پہلی اینٹ ثبت فرمائی، آپ کے بعد حضرت بیگم صاحبہ اطال اللہ عمرھا نے اینٹ رکھی اور پھر علی الترتیب مکرم امیر صاحب، مکرم مشنری انچارج صاحب، مکرم پرائیویٹ سیکرٹری صاحب، مکرم نائب ایڈیشنل وکیل المال صاحب اور جماعت کے مختلف عہدیداران جن میں ریجنل مبلغ، نیشنل عاملہ کے بعض ممبران، مقامی صدور اور ان کی عاملہ کے بعض ممبران نیز انصار اللہ، خدام الاحمدیہ اور لجنہ اماء اللہ کے نیشنل اور لوکل عہدیداران نے اینٹیں رکھیں۔

سنگ بنیاد کی تقریب کے بعد مہمانوں کی خدمت میں چائے وغیرہ پیش کی گئی، حضور انور نے بھی از راہ شفقت مارکی میں سب حاضرین کے ساتھ چائے نوش فرمائی۔ واپسی کیلئے روانہ ہونے سے قبل حضور انور نے بچوں اور بچیوں کو چاکلیٹ عطا فرمائے اور کچھ دیر کیلئے مستورات کی مارکی میں تشریف لے گئے، جہاں بچیوں نے دعائیہ اشعار پڑھتے ہوئے حضور انور کا استقبال کیا۔

## آفن باخ (Offenbach) میں مسجد بیت الجامع کا افتتاح

شام ساڑھے چھ بجے قافلہ روڈ گاؤ سے روانہ ہوا اور آٹو بان 3 اور 661 سے ہوتا ہوا 6:55 پر آفن باخ (Offenbach) کے علاقہ میں پہنچا، جہاں مجلس انصار اللہ جرمنی کی مالی قربانیوں سے تیار ہونے والی مسجد بیت الجامع کا حضور انور نے افتتاح فرمانا تھا۔

جرمنی کے صوبہ Hessen (حیسن) میں فرینکفرٹ سے ملحقہ آفن باخ کا علاقہ بیت السبوح سے قریباً بیس منٹ کی ڈرائیو پر واقع ہے۔ 561ء کے بعد اس شہر کا اشارۃً تاریخ میں کہیں کہیں ذکر ملتا ہے تاہم 977ء کی تاریخی دستاویزات میں باقاعدہ اس شہر کا ذکر موجود ہے۔ اس وقت اس شہر کی آبادی 117000 نفوس پر مشتمل ہے، جن میں مسلمانوں کی تعداد 18000 ہے۔ کسی زمانہ میں اس شہر میں چمڑے کی بہت بڑی صنعت ہوتی تھی اور جس طرح پاکستان میں سیالکوٹ فٹبال اور کھیلوں کی صنعت کی وجہ سے مشہور ہے، یہ شہر چمڑے کے پرس اور جوتوں کی صنعت کی وجہ سے سارے یورپ میں بہت معروف تھا۔ اس شہر میں نماز سینٹر کی طرز پر ترکی، مراکش، بوزنیین وغیرہ کی چھ مسجدیں موجود ہیں۔ یہ تمام مساجد پہلے سے تعمیر شدہ عمارتوں میں قائم کی گئیں۔ لیکن خدا تعالیٰ کے فضل سے مسجد بیت الجامع اس علاقہ کی پہلی مسجد ہے جو باقاعدہ مسجد کے طور پر تعمیر ہوئی ہے۔

مسجد بیت الجامع کا مختصر پس منظر یہ ہے کہ 1994ء میں مجلس انصار اللہ جرمنی نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ سے اپنے دفاتر وغیرہ کیلئے الگ عمارت تعمیر کرنے کی اجازت حاصل کی۔ جولائی 2000ء میں آفن باخ کے علاقہ میں 1600 مربع میٹر پر مشتمل یہ جگہ خریدی گئی۔ اسی عرصہ میں بیت السبوح کی عمارت خریدنے پر تمام مرکزی اور ذیلی تنظیموں کے دفاتر اس میں منتقل ہو گئے اور انصار اللہ جرمنی کی دفاتر کیلئے الگ عمارت کی ضرورت نہ رہی تو مجلس انصار اللہ جرمنی نے آفن باخ میں خرید کردہ مذکورہ جگہ پر سو مساجد سکیم کے تحت مسجد بنانے کی تجویز حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں پیش کی جسے حضور نے از راہ

شفقت منظور فرماتے ہوئے اس مسجد کا نام "بیت الجامع" عطا فرمایا۔

آفن باخ کی جماعت 1975ء میں قائم ہوئی اور اس وقت یہ جماعت 750 افراد پر مشتمل ہے۔ گزشتہ سال اگست 2005ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے دست مبارک سے آفن باخ جماعت کی اس مسجد کا سنگ بنیاد رکھا۔

مسجد کے افتتاح کیلئے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ 6:55 پر آفن باخ پہنچے، حضور کی خدمت اقدس میں پھولوں کا گلدستہ پیش کیا گیا۔ حضور انور نے افتتاحی شیلڈ کی نقاب کشائی فرمائی اور دعا کے ساتھ مسجد کا افتتاح فرمایا، پھر آپ نے ساری مسجد کا تفصیلی معائنہ فرمایا۔

مسجد تہ خانہ کے علاوہ دو منزلوں پر مشتمل ہے۔ اوپر کی منزل پر لجنہ اماء اللہ کیلئے ایک بڑا نماز ہال اور واش رومز ہیں نیز لجنہ ہال میں جانے والی سیڑھیوں سے ملحقہ نچلی منزل پر لجنہ کا دفتر اور کچن وغیرہ ہے۔ دو میٹر چوڑی گلی سے گزر کر مسجد کی دوسری جانب جائیں تو نچلی منزل پر واقع مردوں کے نماز ہال کا راستہ دکھائی دیتا ہے اور اس سے ملحقہ سیڑھیاں اوپر کی منزل پر واقع دو بیڈروم، سٹنگ روم، کچن اور واش روم پر مشتمل مربی ہاؤس کو جاتی ہیں۔ انہیں سیڑھیوں کے ساتھ مردوں کیلئے واش رومز بنے ہوئے ہیں۔ تہ خانہ کو کار پارکنگ کیلئے مخصوص کیا گیا ہے جس میں 48 گاڑیوں کے کھڑے ہونے کی گنجائش ہے۔

مرد و خواتین کے نماز ہالز میں چھ چھ صفیں ہیں، ہر صف میں اَسّی (80) نمازیوں کے نماز پڑھنے کی گنجائش ہے، اس طرح اس مسجد میں خدا تعالیٰ کے فضل سے قریباً نو سو افراد نماز ادا کر سکتے ہیں۔

بعض مطلوبہ چیزیں مکمل نہ ہونے کی بناء پر کونسل کی طرف سے اس روز اس مسجد کے باقاعدہ استعمال کی اجازت نہ مل سکی، جس کی وجہ سے یہاں نماز نہیں پڑھی جا سکتی تھی۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی اجازت سے افتتاحی تقریب کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ مکرم ہدایت اللہ شاد صاحب نے سورۃ البقرہ کی آیات 128 تا 130 کی تلاوت کی۔ مکرم صدر صاحب انصار اللہ جرمنی نے اس مسجد کا پس منظر بیان کیا اور اس میں نمایاں خدمت کی توفیق پانے والوں کا شکریہ ادا کیا اور حضور انور کی خدمت اقدس میں دعا کی درخواست کی۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے خطاب میں فرمایا الحمدللہ کہ مجلس انصار اللہ جرمنی کو اپنی انفرادیت قائم رکھتے ہوئے اس مسجد کے بنانے کی توفیق ملی۔ اس مسجد کی تعمیر کے بعد مجلس انصار اللہ کے مزید جرأت مندانہ قدم اٹھنے چاہئیں، نَحْنُ اَنْصَارُاللّٰہ کا نعرہ لگانے والوں میں اس طرح کی قربانیوں کیلئے مزید جوش پیدا ہونا چاہئے۔ اگر آپ اپنا اچھا نمونہ دکھائیں گے تو نوجوانوں، عورتوں اور بچوں کو بھی اس نمونہ پر قائم ہونے کی طرف توجہ پیدا ہوگی، جو مثالیں آپ قائم کریں گے وہ آنے والوں کیلئے راستے ہموار کریں گی۔

حضور نے فرمایا کہ جتنی بڑی قربانی ہو اتنی ہی عاجزی پیدا ہونی چاہئے اور اتنا ہی ذمہ داری کا احساس زیادہ ہونا چاہئے۔ پس سو مساجد کی تحریک میں آپ کے جو وعدے ہیں، اس سے بہت بڑھ کر دینے کی کوشش کریں۔

حضور انور نے فرمایا کہ آپ نے اس مسجد کا افتتاح تو کروا لیا ہے لیکن ابھی اس کے باقاعدہ استعمال کی اجازت نہیں ملی اسی لئے آپ یہاں کے مقامی لوگوں کو نہیں بلا سکے۔ آئندہ جب بھی عمارتیں بنائیں تو ان پر بارہ چودہ سال کا عرصہ نہیں لگنا چاہئے بلکہ کم عرصہ میں بڑی بڑی مسجدیں بنائیں اور جب تعمیر مکمل ہو تب افتتاح کروائیں۔ آج اگر یہ مسجد مکمل ہوتی تو جمعہ کی نماز کے ساتھ اس کا افتتاح ہوتا اور اس طرح یہ جرمنی کی پہلی مسجد ہوتی جس کا افتتاح نماز جمعہ کی ادائیگی کے ساتھ ہوتا۔

حضور انور نے قرون اولیٰ میں ہجرت مدینہ کے بعد انصار کی طرف سے کی جانے والی قربانیوں اور جنگ بدر کے موقعہ پر انصار کی طرف سے حضور ﷺ کی خدمت میں عرض کئے جانے والے جواب کا مختصر ذکر کر کے انصار کو تلقین فرمائی کہ اپنے اچھے نمونے قائم کریں کیونکہ اسی پر نئی نسلوں نے پروان چڑھنا ہے۔

تقریب کے اختتام پر حضور انور نے دعا کروائی اور وہاں موجود محکمہ تعمیر کے دو افسران سے کچھ دیر گفتگو فرمائی۔ مسجد کے ہال سے باہر تشریف لاتے ہوئے حضور انور نے از راہ شفقت ان خدام کو مصافحہ کا شرف عطا فرمایا جنہوں نے افتتاح سے قبل ساری رات مسجد کے کاموں کی تکمیل میں خدمت کی توفیق پائی تھی۔

مسجد سے روانہ ہونے سے قبل حضور انور نے تہ خانہ کا معائنہ فرمایا اور تہ خانہ نیز مسجد کی تزئین اور آرائش کے متعلق ہدایات سے نوازا۔

7:40 پر قافلہ آفن باخ سے روانہ ہو کر آٹھ بجے رات بیت السبوح پہنچا۔ سوا آٹھ بجے حضور انور نے نماز مغرب و عشاء جمع کر کے پڑھائیں اور پھر آپ اپنی رہائش گاہ تشریف لے گئے۔

## مؤرخہ 30/دسمبر 2006ء

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز صبح سوا سات بجے نماز فجر کیلئے تشریف لائے اور نماز پڑھائی۔

پہلے وقت میں حضور انور نے اپنے رہائشی دفتر میں مختلف دفتری امور نمٹائے اس دوران حضور 12:10 بجے بیت السبوح کے قریب سن فلاور نامی پھولوں اور گھریلو لانز کی زیبائش و آرائش کے سامان کے سٹور پر تشریف لے گئے۔ سٹور کے مالک نے حضور انور کو اس سٹور کا معائنہ کروایا اور پھول، پودوں نیز سامان آرائش کی تفصیلات بتائیں، اس دوران حضور انور نے بھی مختلف پھولوں اور پودوں کے بارہ میں ارشادات فرمائے۔ سٹور کے مالک نے بتایا کہ یہ سٹور جرمنی بھر میں منفرد حیثیت کا حامل ہے، اس میں مختلف ممالک میں پائے جانیوالے پودوں کو ان ممالک میں پایا جانے والا ماحول مہیا کر کے پروان چڑھایا گیا ہے۔ اسی طرح بعض پھولوں اور پودوں میں پیوند کاری کے ذریعہ تبدیلیاں بھی کی گئی ہیں۔ سٹور میں مختلف قسم کے رنگا رنگ کے پھول پودے نیز لانز سے تعلق رکھنے والی انواع و اقسام کی اشیاء سلیقہ سے رکھی گئی ہیں۔ علاوہ ازیں اس کے ایک طرف نہایت خوبصورت ریسٹورنٹ ہے جو اسی سٹور کا حصہ ہے۔ سٹور کا مالک چونکہ جرمن زبان میں گفتگو کر سکتا تھا لہٰذا اس کے اور حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے درمیان ترجمانی کی سعادت جرمنی کے دو خدام مکرم وجاہت مرزا صاحب مہتمم عمومی مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی اور مکرم عدیل عباسی صاحب کے حصہ میں آئی۔

ایک بجے دوپہر حضور انور واپس بیت السبوح تشریف لائے اور گیسٹ ہاؤس کا معائنہ فرمایا جہاں بعض ممبران قافلہ اور ایم ٹی اے کی ٹیم کا قیام تھا۔ ڈیڑھ بجے دوپہر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے نماز ظہر و عصر جمع کر کے پڑھائی اور پھر حضور اپنی رہائش گاہ تشریف لے گئے۔

## فیملی ملاقاتیں

5:15 بجے حضور انور دفتر تشریف لائے اور 8:05 بجے تک 49 خاندانوں کے 202 افراد کو فیملی اور 25 افراد کو انفرادی ملاقات کا شرف عطا فرمایا۔ سوا آٹھ بجے حضور انور نے نماز مغرب و عشاء پڑھائیں اور پھر اپنی رہائش گاہ تشریف لئے گئے۔

(باقی آئندہ شمارہ میں)

---

### جماعت احمدیہ ناروے کا

# ایک مثالی وقارِ عمل

(رپورٹ: افتخار حسین اظہر۔ جنرل سیکرٹری جماعت احمدیہ ناروے)

جماعت احمدیہ ناروے ایک اچھی روایت کو گزشتہ چند برسوں سے برقرار رکھے ہوئے ہے کہ ہر سال یکم جنوری کو ایک مثالی وقارعمل کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ نیشنل امیر صاحب کی زیر ہدایت صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ ناروے اس پروگرام کو ترتیب دیتے ہیں اور اس میں شامل ہونے کی خدام، اطفال اور انصار کو بھرپور ترغیب دلائی جاتی ہے۔

31/دسمبر 2006ء کو عیدالاضحیٰ کے بابرکت دن پر جب کہ ہر ایک کی یہی خواہش ہوتی ہے کہ زیادہ وقت اپنے اہل و عیال اور عزیز و اقارب میں گذارے خدام نے رات مسجد نور میں قیام کیا تاکہ علی الصُّبح فروگنر پارک میں وقارعمل کیا جائے۔ اس پارک کو ہر سال موسم گرما میں لاکھوں سیّاح دور دراز ممالک سے دیکھنے آتے ہیں۔ یہ پارک مسجد نور سے تقریباً 100 میٹر کے فاصلہ پر شروع ہو جاتا ہے۔ ہر نئے سال کی آمد پر یہاں لوگ جمع ہوتے ہیں اور بے پناہ آتش بازی کرتے ہیں جس سے جگہ جگہ بارود اور گند بکھر جاتا ہے۔ جماعت احمدیہ ناروے اس پارک کے حُسن کو نکھارنے اور بحال کرنے میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔

نماز تہجّد سے نئے سال 2007ء کا آغاز کیا گیا جو مبلغ سلسلہ مکرم چوہدری شاہد محمود کاہلوں صاحب نے پڑھائی اور نماز فجر 8:00 بجے ادا کی گئی۔ مکرم مربی صاحب نے موقعہ کی مناسبت سے نہایت مختصر مگر جامع درس دیا۔ آپ نے کہا کہ کسی سال کے جانے اور آنے سے یہ تو سہولت میسّر آجاتی ہے کہ دِنوں، ہفتوں، سال اور مہینوں کا حساب کتاب رکھا جاسکتا ہے لیکن اصل تبدیلی انسان کے اندر کی تبدیلی ہے جس کا تعلق روحانیت سے ہے اور یہی تبدیلی ہمیں اپنے اندر لانی چاہئے۔ نماز فجر کے بعد تمام احباب نے مسجد نور میں ناشتہ کیا اور فروگنر پارک میں وقارعمل کے لئے روانہ ہوئے۔ صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ نے گروپس ترتیب دیئے اور دعا کے ساتھ پارک کی صفائی کا کام شروع کر دیا گیا۔ نیشنل امیر مکرم زرتشت منیر احمد خان صاحب نے دعا کرائی اور وقارعمل میں حصہ لیا۔ آپ کے ہمراہ دیگر احباب جماعت کے علاوہ ممبران عاملہ، صدران حلقہ جات اور دیگر عہدیدار بھی تھے۔ نارویجین محکمہ صفائی والے بھی موجود تھے۔ اُنہوں نے جماعت کو پلاسٹک بیگ اور دستانے مہیا کئے۔

میڈیا سے TV 2 اور NRK 1 چینل کے رپورٹر اور کیمرہ مین تشریف لائے جنہوں نے کوریج دی اور وقارعمل پر موجود احباب کا گروپ فوٹو بھی بنایا۔ دونوں چینلز نے اپنی اپنی نشریات میں پروگرام کی جھلکیاں اور انٹرویوز نشر کئے۔

پارک میں سیر کے لئے آنے والے نارویجین لوگوں نے اس وقارعمل کو ممنونیت کی نظر سے دیکھا اور عُمدہ تأثرات کا اظہار کیا۔ تقریباً 1½ گھنٹہ کے وقارعمل سے پارک اپنی اصلی حالت میں خوبصورت نظر آنے لگا۔

وقارعمل کے اختتام پر اُبلے ہوئے انڈوں اور کافی سے احباب کی تواضع کی گئی۔ میڈیا اور محکمہ صفائی کو بھی اس ضیافت میں شامل کیا گیا۔

پروگرام کے آخر میں مکرم امیر صاحب نے احباب کا شکریہ ادا کیا کہ وہ وقت نکال کر اس پروگرام میں شامل ہوئے۔ خدا تعالیٰ سب کو احسن جزا سے نوازے۔ آپ نے اختتامی دُعا کرائی اور جانے کی اجازت کا اعلان کیا۔

پروگرام میں 70 احباب جماعت نے حصہ لیا۔

❁❁❁❁❁❁

---

### نظام نو

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

''دنیاوی لحاظ سے بھی اگر اس نظام کی اہمیت کا اندازہ لگانا ہے تو آج سے ساٹھ سال پہلے حضرت مصلح موعود نے ایک تقریر فرمائی جلسے کے موقع پر 'نظام نو' کے نام سے چھپی ہوئی کتاب ہے۔ اُسے پڑھیں تو آپ کو اندازہ ہو کہ آج کل دنیا کے ازموں اور مختلف نظاموں کے جو نعرے لگائے جا رہے ہیں وہ سب کھوکھلے ہیں اور اگر اس زمانے میں کوئی انقلابی نظام ہے جو دنیا کی تسکین کا باعث بن سکتا ہے، جو روح کی تسکین کا باعث بن سکتا ہے، جو انسانیت کی خدمت کرنے کا دعویٰ حقیقت میں کر سکتا ہے تو وہ حضرت اقدس مسیح موعود کا پیش کردہ نظام وصیت ہی ہے''۔

(اختتامی خطاب جلسہ سالانہ برطانیہ 2004)

تین بیڈروم فلیٹ
کرایہ پر دستیاب ہے

مسجد فضل لندن کے نزدیک
پرائمری سکول کے پہلو میں 3 بیڈروم فلیٹ
کرایہ کے لئے دستیاب ہے۔
تفصیلات کے لئے رابطہ کریں

Mobile:07703066-983

دنیائے مذاہب

# ''حقیقی کلیسا'' کے احیائے نو کا دعویدار

# مارمن ازم

(خواجہ عبدالعظیم احمد۔ نائیجیریا)

## تعارف

ایک عیسائی فرقہ جو کہ جوزف سمتھ (۱۸۴۴ء تا ۱۸۴۴ء) کے ذریعے امریکہ میں ۱۸۳۰ء میں معرض وجود میں آیا۔ اس فرقہ کے چرچ کا ایک نام:

The Church of Jesus Christ of Latter-day Saints

بھی ہے۔ اس کا رسمی نام مارمن ازم Mormonism ہے۔ بیسویں صدی کے اختتام تک اس چرچ کے ماننے والوں کی تعداد 9,700,000 سے زائد تھی۔ اور ان کا مرکز امریکہ کے ایک شہر سالٹ لیک سٹی، یوٹا (Salt Lake City,Utah) میں ہے۔ اس کلیسا کے پچاس فیصد اتباع امریکہ میں جبکہ باقی لاطینی امریکہ، کینیڈا، یورپ اور وسطی وجنوبی بحرالکاہل کے جزائر میں پھیلے ہوئے ہیں۔ مارمن ازم نے ایک نئے ''حقیقی کلیسا'' کے احیائے نو کا اعلان کیا۔ یعنی وہی قدیمی کلیسا جس کی سچائی کو بعد میں آنے والوں نے داغدار کر دیا۔

## The Book of Mormon

مارمن ازم اس وقت جوزف سمتھ کے ذریعہ نیویارک میں معرض وجود میں آیا جب اس نے The Book of Mormon کا ترجمہ (اپنے دعویٰ کے مطابق) الہام کے ذریعے کیا۔ یہ کتاب ان اسرائیلی قبائل کے متعلق بقول جوزف سمتھ ایک تاریخی دستاویز ہے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے صدیوں قبل امریکہ کی طرف ہجرت کر گئے۔ اور ان مہاجرین کے ساتھ اسی طرح کے واقعات پیش آئے جو کہ پرانے عہدنامہ میں مندرج ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ اس کلیسا کا نقطہ آغاز وہی یسوع کا ایک ہزار سالہ حکومت کرنے کا عقیدہ ہے جو کہ انیسویں صدی کی ہی ایک پیداوار ہے۔ مارمنز millennialists بھی کہلاتے ہیں۔ یعنی یہ اس بات پر ایمان لاتے ہیں کہ مسیح کی آمد ثانی پر آنے والا ایک ہزار سالہ عالمی وانفرادی امن وسکون اسی کلیسا کی سرکردگی میں ہوگا۔ اس کلیسا کے ماننے والوں کا ایک مقصد صہیون کی تعمیر بھی ہے۔ یہ لوگ تعدّد ازدواج کے بھی قائل ہیں خود جوزف سمتھ اور اس کلیسا کے بڑے بڑے راہنماؤں نے تعدد ازدوج کو اپنایا ہے۔ اور اس وقت تک تعدد ازدواج پر عمل کرتے رہے جب تک کہ امریکہ کی وفاقی حکومت نے ان پر دباؤ ڈال کر ان کو اس سے باز نہ کیا۔ پھر اس کلیسا نے اس عقیدہ کو ترک کر دیا۔ مارمن ازم آج بھی دنیا میں اپنے ارباب اختیار کے ساتھ اطاعت، کلیسا کی نمایاں سرگرمیوں، اپنے گروہ کے ساتھ پختہ تعلق اور اپنی تبلیغی سرگرمیوں کی وجہ سے بہت اہمیت کا حامل ہے۔

## تاریخ

1827ء میں مغربی نیویارک میں جوزف سمتھ نامی ایک شخص نے جو کہ ایک کسان کا بیٹا تھا یہ دعویٰ کیا کہ ایک مورونی Moroni نامی فرشتہ اس کے پاس آیا۔ جس نے اس کو چند سونے کی الواح دیں جن پر کندہ ہوئی دستاویزات کا اس نے انگریزی زبان میں Book of Mormon کے نام سے ترجمہ کیا۔ مارمن جو کہ ایک قدیم امریکی نبی تھا نے کئی ایک قدیمی الواح کا ملخص تیار کیا۔ سمتھ نے اس Book of Mormon کو شائع کیا اور 1830ء میں ایک نئے کلیسا کی بنیاد رکھی۔ اس کے معتقدین جلد ہی امریکہ کی ایک ریاست اوہائیو (Ohio) میں کرٹ لینڈ کے مقام پر ہجرت کر گئے۔ جہاں اس کلیسا کے ایک مبلغ سڈنی رگڈن (Sidney Rigdon) اور اس کے زیر اثر افراد مارمن ازم میں شامل ہو گئے۔ وہاں جوزف سمتھ نے Book of Mormon سے مستنبط ایک اشتراکی نظام چلانا چاہا جس پر غیر مارمن لوگوں کی طرف سے ایک شدید ردعمل دیکھنے میں آیا اور یہ ردّعمل مارمنز کی جائیدادوں کو جلا کر ختم کرنے اور ان کو قتل کرنے پر منتج ہوا۔ اس ایذا رسانی کے باوجود مارمن لوگوں کو اس کلیسا کی طرف دعوت دیتے رہے اور اس طرح ان کا جتھہ مضبوط ہوتا چلا گیا۔ 1839ء میں ان کی روز افزوں ترقی کے باعث مقامی میسوری باشندوں اور مارمنز کے درمیان کشیدگی پیدا ہوئی جس کی وجہ سے تقریباً 15000 مارمنز کو چاروناچار وہاں سے وسطی امریکہ کے ایک مقام الانائے (Illinois) کی طرف ہجرت کرنا پڑی۔ وہاں سمتھ نے ایک نوو (Nauvoo) نامی نیا شہر تعمیر کیا۔ مگر 1844ء میں بدنصیب جوزف سمتھ مارمن ازم سے ارتداد اختیار کرنے والے ایک شخص کو شدید جابرانہ ایذاء دہی کے جرم میں قید ہو گیا۔ اور 27/جون 1844ء کو ایک مشتعل طائفہ کے ہاتھوں جبکہ وہ کارتھیج جیل میں تھا، بے دردی سے قتل کر دیا گیا۔

اس کے قتل کے بعد اس کلیسا کی باگ ڈور بارہ رسولوں (Twelve Apostles) کے ہاتھوں میں آ گئی۔ اس کونسل کا سرکردہ YoungBrigham تھا۔ ہر چند کہ اس کے صدارت کے نااہل ہونے کے بارہ میں Sidney Rigdon (1793ء تا 1876ء) کے پاس کافی دلائل تھے مگر مارمنز کی اکثریت نے Brigham Young ہی کو ووٹ دیئے۔ جوزف کے قتل کے بعد مارمنز دن بدن Illinois میں کمزور سے کمزور ہوتے چلے گئے۔ پھر 1846ء، 1847ء میں Brigham Young کی سرکردگی میں ایک بار پھر یہ مارمنز 1,100 میل یعنی 1,800 کلومیٹر کی طویل المسافت ہجرت کرنے پر مجبور ہو گئے۔

وہاں ان مارمنز نے سوچا کہ وہ ایک دولت مشترکہ بنانے میں کامیاب ہو جائیں گے اور بغیر کسی کے خوف کے اپنی مذہبی رسومات بجا لائیں گے۔ 1869ء میں، ایک اندازہ کے مطابق 80,000 مارمنز مختلف ذرائع سے سفر کرتے ہوئے Salt Lake City پہنچے۔ مغرب بعید میں پہنچ کر مارمنز نے Salt Lake City کے نزدیک کالونیاں بنانا شروع کیں۔ ایک بڑے نشیبی صحرائی علاقے کی مشکلات کے باوجود انہوں نے کھیتوں کو سیراب کرنے کے جدید سائنسی طریقوں کو بروئے کار لاتے ہوئے اس صحرا کو کاشت کرنے میں لگاتار کامیابی حاصل کی۔

1849ء میں مارمنز کی اپنی الگ سٹیٹ بنانے کی اپیل کو اس وقت کی امریکی حکومت نے رد کر دیا۔ مگر 1850ء میں اس کو الگ علاقہ قرار دیتے ہوئے Young کو اس کا گورنر بنا دیا گیا۔ اس علاقہ میں مارمنز نے کھلے عام تعدد ازدواج کو فروغ دیا۔ اس پر امریکی حکومت اور Young کے درمیان تصادم شروع ہو گیا۔ 1857ء میں امریکہ کے صدر James Buchanan نے ان کی طرف ایک فوجی مہم بھیج کر اس فرقہ کو دبانے کی کوشش کی۔ اس پر مارمنز کو عوام کی تمام تر ہمدردیاں حاصل ہو گئیں۔ اور اس واقعہ کو ''بوکے نن کی فاش غلطی'' (Buchanan's blunder) کے نام سے یاد کیا جانے لگا۔ مگر اس واقعہ نے Utah میں مارمنز کے سیاسی تسلّط کا خاتمہ کر دیا۔

Young کی قیادت میں مارمنز نے سارے مغرب میں اپنی نوآبادیاتی سرگرمیوں میں اضافہ کیا۔ انہوں نے ہیکل ومعابد تعمیر کئے مختلف سکولوں کی بنیاد رکھی۔ تجارت اور صنعت وحرفت کی طرف غیر معمولی توجہ کی۔ 1877ء میں Young کی وفات کے بعد John Taylor جو کہ اس بارہ رسولوں کی کونسل کا بڑا رسول تھا، اس کا جانشین بنا۔ 1890ء میں اس فرقہ نے تعدد ازدواج کو امریکی قانون کی وجہ سے ترک کر دیا۔ اور 1896ء میں Utah کا علاقہ امریکہ کی پینتالیسویں سٹیٹ کی حیثیت سے تسلیم کر لیا گیا۔

1852ء تا 1860ء میں جوزف سمتھ کے بیٹے جس کا نام جوزف سمتھ ہی تھا، (1832ء تا 1914ء) کی قیادت میں ایک اہم اقلیت جو کہ Iowa اور Illinois کے علاقوں میں ہی رہی اور جس نے Young کو اپنا قائد تسلیم کرنے سے انکار کر دیا تھا، نے ایک الگ چرچ کی بنیاد رکھی۔ جس کو Reorganized Church of Jesus Christ of Latter Day Saints کہتے ہیں۔ اس کلیسا کے اتباع کی تعداد بیسویں صدی کے اختتام تک 200,000 سے زائد تھی۔

مارمن ازم سمتھ کے قتل کے بعد کچھ اور چھوٹے چھوٹے گروہوں میں تقسیم ہوا۔ ایک کی قیادت Rigdon نے کی اور دوسرا گروہ اسی کونسل کے ایک رسول LymanWight کے ساتھ ٹیکساس (Texas) کی طرف چلا گیا۔

David Whitmer اور Martin Harris جو کہ سنہری الواح کے گواہ تھے، نے Kirtland میں ایک الگ چرچ قائم کر لیا۔

## صحائف

مارمنز بائبل کے صرف اس حصہ کو قابل عمل یقین کرتے ہیں جو کہ درست طریق پر ترجمہ ہوا ہے۔ سمتھ بائبل کا ترجمہ مکمل نہ کر سکا جس میں اس کے اپنے اور The Book of Mormon کے بارہ میں پیشگوئیاں تھیں جو کہ مارمن ازم کا مرکزی نقطہ ہے۔ The Book of Mormon پرانے عہدنامہ سے بہت حد تک مشابہ ہے۔ یہ ان عبرانی النسل یہودیوں کی کہانی بیان کرتی ہے جو 600 قبل مسیح میں ایک لیہائی (Lehi) نامی نبی کی قیادت میں یروشلم سے امریکہ کی طرف ہجرت کر گئے۔ وہاں وہ دو گروہوں میں تقسیم ہو گئے۔ ایک نیک گروہ تھا جو کہ ایک وقت تک تو کامیاب رہا مگر بعد میں گناہگار گروہ لامانی (Lamanites) سے شکست کھا گیا۔ سمتھ کی بعض اور الہامی کتابیں بھی ہیں جو کہ Pearl of Great Price میں شامل کی گئی ہیں۔

## مارمن عقائد

مارمن ازم کے چند ایک چیدہ چیدہ عقائد میں سے ایک عقیدہ یہ بھی ہے کہ روحانی ارتقاء روحانی کاملیت پر منتج ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ روحانی ارتقاء کی اعلیٰ منازل طے کر کے انسان کو مقام الوہیت بھی حاصل ہو سکتا ہے۔

مارمنز اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ یسوع زمین پر اس لئے آیا کہ سب بچ جائیں مگر انسان کا مستقبل اس کے اپنے اعمال کے ساتھ جڑا ہوا ہے۔

مارمن ازم نے ایک نئے ''حقیقی کلیسا'' کے احیائے نو کا اعلان کیا۔ یعنی وہی قدیمی کلیسا جس کی سچائی کو بعد میں آنے والوں نے داغدار کر دیا۔

ان کے عقائد میں سے ایک یہ بھی ہے کہ تثلیث کے تینوں اقانیم ایک دوسرے سے الگ، منفرد اور خود مختار ہستیاں ہیں۔ اور انسانی ارواح ازلی ابدی ہیں۔

مارمن اس بات پر یقین رکھتے ہیں کہ کلیسا کے ایماندار افراد ہی دائمی حیات پائیں گے حتی کہ وہ لوگ جنہوں نے خدا کے قانون کو ٹھکرایا بھی ہو وہ بھی پُرشکوہ ہوں گے۔

مارمن عقیدہ میں سے یہ بھی ہے کہ جب یسوع زمین پر دوبارہ آئے گا تو پہلا احیاء ہوگا جس کا مرکزی کام ہیکل کی تعمیر ہوگا۔ اور وہ مردوں کو بپتسمہ دے گا۔ ایک ہزار سال اور دوسرے احیاء کے بعد زمین ایک فلکی کرہ بن جائے گی اور سب لوگ آسمانی باشاہت میں منتقل ہو جائیں گے۔

مارمنز دوسرے عیسائی کلیساؤں کو مرتد، الہام سے خالی معجزات اور روحانی تحفوں سے تہی دست خیال کرتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ یہ عیسائی بگڑی ہوئی رسومات وتعلیمات اور غلط دینی پیشواؤں کے نظام کے متبع ہیں۔ بقول مارمنز، سمتھ کلیسا کے ادارہ اور خدا کے قانون کو معاشرہ میں از سر نو زندہ کرنے کے لئے آیا تھا۔ سمتھ کا یہ مذہب انسان کو اس کی لامحدود ترقی

کی طرف بڑے زور سے تلقین کرتا ہوا نظر آتا ہے۔سمتھ نے اس بات کی بھرپور کوشش کی کہ ایماندار اور مخلص لوگوں کو جمع کرکے ایک نظام نو کے طور پر صیحون کی تعمیر کی جاسکے۔اس کلیسا کے جانشین ہمیشہ وحی والہام کے مدعی رہے ہیں۔

## مارمن طرز عمل اور ادارے

12 سال کی عمر میں تمام مرد دینی اصلاح و ارشد کے نظام سے جڑ جاتے ہیں۔جب وہ 14 سال کے ہو جاتے ہیں تو ''استاد'' کا درجہ حاصل کر لیتے ہیں۔اور 16 سال کی عمر میں وہ پادری بن جاتے ہیں۔دو سال کے بعد وہ ایک بڑے پیشوائی نظام کا حصہ بن جاتے ہیں۔اور بعض اوقات 18 ماہ کے تبلیغی کام کے لئے بلائے جاسکتے ہیں۔اس کے بعد ایک مارمن ''ستر'' اراکین میں شامل کیا جاسکتا ہے (جو کہ کلیسا کی نہایت اعلیٰ مجلس ہے) اور اس کا رکن بن سکتا ہے۔ایک مارمن کا ہر عہدہ باقاعدہ ہوتا ہے اور اس کی اپنی بعض ذمہ داریاں ہوتی ہیں۔18 سے 20 سال کے مارمن غیر ممالک میں تبلیغی کام سرانجام دینے کے لئے بھیجے جاتے ہیں اور سخت مشکلات سے دوچار ہوتے ہیں۔نوجوانوں کو دیا جانے والا بپتسمہ ان کی توبہ اور تابعداری کی نشاندہی کرتا ہے اور ایک خاص اہمیت کا حامل ہے۔مارمنز نسب ناموں کو خاص اہمیت دیتے ہیں اور ان کو خاص اہمیت دینا اس وجہ سے ہے کہ وہ یہ سمجھتے ہیں کہ اس طرح وہ اپنے آباء واجداد کو زندہ رکھ رہے ہیں۔مردوں کا بپتسمہ،جائیداد ہبہ کرنا وغیرہ پوشیدہ مگر ضروری تقریبات ہیں جو کہ ہیکل کے اندر تکمیل پاتی ہیں۔جائیداد ہبہ کرنے کی تقریب میں ہبہ کرنے والے شخص کو نہلایا جاتا ہے اور اس کے جسم پر تیل ملا جاتا ہے اور اس کو کلیسا کے خاص ملبوسات پہنائے جاتے ہیں۔

مارمن ازم میں شراب خوری،تمباکو نوشی وغیرہ جیسے نشوں کو ناجائز سمجھا جاتا ہے حتیٰ کہ چائے اور کافی وغیرہ پینے کو بھی ناپسند خیال کیا جاتا ہے۔بنیادی طور پر یہ ایک تارک الدنیا مذہب نہیں ہے۔اس میں کھیل کود تعلیم وغیرہ کو اچھی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔

مقامی سطح پر کلیسا کے اراکین 4000 سے 5000 تک کے گروہوں میں بٹے ہوئے ہوتے ہیں۔ان گروہوں کو "stakes" کہا جاتا ہے۔اور ہر "stake" کا ایک صدر ہوتا ہے۔یہ گروہ آگے چند سو افراد میں منقسم ہوتے ہیں جن کو "wards" کہتے ہیں۔اور یہ "wards" لوکل بشپ کے تحت کام کرتے ہیں۔ان لوکل اداروں کے ذریعہ ہر مارمن کی مذہبی، معاشی،معاشرتی زندگی کا بڑی دقت نظری سے جائزہ لیا جاتا ہے۔کلیسا کا ہر رکن اپنی آمد کا دسواں حصہ کلیسا کے لئے دیتا ہے۔انہی مقامی انجمنوں کے تحت غریب اراکین کی ممکنہ مدد اور فلاح و بہبود کے لئے پروگرام تشکیل دیئے جاتے ہیں۔تبلیغی سرگرمیاں نوجوان لڑکوں اور لڑکیوں کے ذریعے عمل میں لائی جاتی ہیں۔

The Reorganized Church of Jesus Christ of Latter Day Saints،اس چرچ سے الگ ہونے والا ایک گروہ جو کہ Book of Mormon کو خاص اہمیت دیتا ہے مگر انسان کے ارتقاء کی منازل طے کرتے ہوئے مقام الوہیت کے حاصل کرنے والے عقیدہ کو درست نہیں جانتا۔اسی طرح پوشیدہ تقریبات بھی نہیں منعقد کرتا۔1890ء میں اس چرچ نے باقاعدہ قانونی نام حاصل کیا۔اس چرچ کے حامی Book of Abraham کو الہامی نہیں مانتے۔اس کلیسا کے سربراہ جوزف سمتھ (1832ء تا 1914ء) کی نسل ہی سے چنے جاتے ہیں۔

کچھ مارمن گروہوں نے کمیونسٹ پارٹیز (Communistic Practices) میں شمولیت اختیار کرلی۔جب حکومتی حکم کے تحت اس کلیسا نے تعدد ازدواج کو ترک کیا تو اس وقت ان میں سے بعض گروہوں نے اس کو ترک نہ کیا۔اور پوشیدہ طور پر اس پر عمل کرتے رہے۔

## کیا مارمن تحریک کے بانی جوزف سمتھ کا دعویٰ نبوت کسی ثبوت کی بنیاد پر تھا؟

قرآن کریم نے دعویٰ داران نبوت کے لئے ایک کسوٹی بیان فرمائی ہے کہ اگر کوئی نبوت کا دعویٰ دار ہو تو اس کسوٹی پر پرکھو اگر اس میں یہ نشانیاں پائی جاتی ہیں تو سمجھ لو کہ وہ من جانب اللہ ہے اور اگر نہیں تو اس بات پر یقین کرلو کہ وہ جھوٹا ہے۔اور خدا کی طرف سے نہیں ہے۔یہ کسوٹی سورۃ الحاقۃ کی آیت 45 تا 48 میں بیان فرمائی گئی ہے۔فرمایا:

وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْأَقَاوِيلِ۔ لَأَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِينِ۔ ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِينَ۔ وَمَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ عَنْهُ حَاجِزِينَ (الحاقۃ:45-48)

ترجمہ: اگر وہ (یعنی رسول اللہ ﷺ) کچھ باتیں گھڑ کر ہماری طرف منسوب کرتا تو ضرور ہم اس اپنے دائیں ہاتھ سے پکڑ لیتے پھر ہم ضرور اس کی رگ جان کاٹ دیتے۔پس تم میں سے کوئی ایک بھی ہمیں اسے (سزا دینے سے) روکنے پر قادر نہ ہوتا۔

ان آیات سے مندرجہ ذیل شرائط مستنبط ہوتی ہیں۔

(1) لفظ ''تَقَوَّلَ'' عربی زبان میں باب تفعّل سے ہے۔اس باب کی خصوصیات میں جھوٹ،بناوٹ اور تصنع پایا جاتا ہے۔یعنی اگر یہ (دعویٰ دار نبوت) ہمارے (اللہ) متعلق کوئی جھوٹا الہام گھڑ کر منسوب کرے۔

(2) وہ دعویٰ دار نبوت کا دعویٰ کرے نہ کہ دعویٰ الوہیت۔اس کی طرف لفظ ''عَلَيْنَا'' اشارہ کر رہا ہے۔

(3) وہ دعویٰ دار نبوت لفظی الہام کا قائل ہو۔یعنی انسانی خیال و وجدان کو الہام کا نام نہ دے۔اس اصول کی طرف آیت کا ''بَعْضَ الْأَقَاوِيلِ'' والا حصہ اشارہ کر رہا ہے۔

(4) وہ دعویٰ دار نبوت اپنے دعویٰ کا خود اعلان کرے اور خاموش نہ ہو۔بلکہ بہانگ دہل اپنے دعویٰ کی تائید میں دلائل پیش کرے۔

(5) ''وَمَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ عَنْهُ حَاجِزِينَ'' کے الفاظ اس بات کی طرف ایماء کر رہے ہیں کہ دعویٰ کے وقت اس کے ساتھ اس کے متبعین ضرور موجود ہوں جو کہ اس کے مددگار ہوں اور عسر و یسر میں اس کے کام آنے والے۔

آیئے اب اس کسوٹی پر ''پیغمبر'' جوزف سمتھ کو پرکھیں۔اپنے اس دعویٰ کے متعلق وہ خود کہتا ہے۔

On the evening of the … twenty-first of September {1823}….I betook myself to prayer and supplication to Almighty God…."While I was thus in the act of calling upon God, I discovered a light appearing in my room, which continued to increase until the room was lighter than a noonday, when immediately a personage appeared at my beside, standing in the air.

…..He called me by name, and said unto me that he was a messenger sent from the presence of God to me, and that his name was Moroni; that God had work for me to do……the vision was opened to my mind…..in midst of my meditation, I suddenly discovered that my room was again beginning to get lighted, and in an instant, as it were, the same heavenly messenger was again by my side.He again ascended as he had done before….But what was my surprise when again I beheld the same messenger at my beside, and heard him rehearse repeat over the same thing as before."

*(Testimony of prophet Joseph Smith, The Book of Mormon another testament of Jesus Christ)*

ترجمہ: ''21 ستمبر 1823ء کی ایک شام میں اپنے خداوند تعالیٰ سے دعا اور عبادت میں مصروف تھا ابھی میں اسی حالت دعا و تعبد میں تھا کہ میں نے اپنے کمرہ میں آنیوالی ایک روشنی کو محسوس کیا جو کہ بڑھتی رہی یہاں تک کہ میرا کمرہ ایک مکمل روشن دن سے بھی روشن تر ہو گیا۔تب ایک ہستی میرے بستر کے قریب ظاہر ہوئی جو کہ ہوا میں کھڑی تھی۔اس نے مجھے میرا نام لے کر پکارا اور کہا کہ وہ ایک پیغامبر ہے جو کہ خدا کی طرف سے آیا ہے۔اور اس کا نام مورونی ہے۔اور یہ بھی کہا کہ خدا نے مجھ سے کام لینا ہے۔...... یہ کشف مجھ پر مکمل طور پر کھلا کھلا تھا (یعنی اس میں کوئی ابہام کا پہلو نہ تھا)......اپنے مراقبہ کے دوران،میں نے اچانک ایک بار پھر اپنے کمرہ کو روشن ہوتے ہوئے محسوس کیا اور پہلے کی طرح اسی آسمانی پیغامبر کو اپنے پہلو میں کھڑا پایا۔(اس نے وہی کہانی جو پہلے مجھے بتا چکا تھا دہرائی) وہ پھر پہلے کی طرح اوپر (آسمان پر) چڑھ گیا۔مگر میری حیرت کی انتہا نہ رہی جب میں نے اسی فرشتہ کو ایک بار پھر اپنے پہلو میں دیکھا اور اس سے وہی باتیں ایک بار دہراتے ہوئے سنا۔''

(پیغمبر جوزف سمتھ کی شہادت،دی بک آف مارمن یسوع مسیح کا ایک اور عہدنامہ)

قارئین کو اس سے بخوبی اندازہ ہو جائے گا کہ پیغمبر جوزف سمتھ:

(1) نے خدا پر ایک الہام گھڑ کر منسوب کیا۔

(2) وہ مدعی الوہیت نہ تھا بلکہ اس کے ایک حواری کے بقول:

"Those.....will also come to know that Joseph Smith is his revelator and prophet in these last days.

*(Introduction of The Book of Mormon)*

یعنی وہ لوگ جان جائیں گے کہ جوزف سمتھ اس (روح القدس) کو منکشف کرنے والا اور ان آخری دنوں میں اس کا رسول ہے۔

(3) وہ نہ صرف لفظی الہام کا قائل تھا بلکہ اس بات کا دعویٰ دار تھا کہ خدا کا ایک فرشتہ متمثل ہو کر اس پر اترا اور ہم کلام ہوا۔

(4) اس سے یہ بھی بخوبی معلوم ہوتا ہے کہ وہ اپنے اس دعویٰ میں خاموش نہ تھا بلکہ زور شور سے اپنے دعویٰ کو پیش کرتا تھا۔اور اس دعویٰ کے ثبوت کے لئے اس نے اپنے ساتھ گیارہ افراد کی گواہی بھی پیش کی۔(بحوالہ دیباچہ دی بک آف مارمن)

(5) اس کے ساتھ اس کے کافی مدد و معاون تھے۔

اگر کوئی یہ کہے کہ یہ کسوٹی تو قرآن کی پیش کردہ ہے۔یہ ایک عیسائی کے لئے کیسے حجت ہو سکتی ہے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ کسوٹی نہ صرف قرآن کریم نے بلکہ بائبل نے بھی بیان کی ہے۔چنانچہ استثناء باب 18 آیت 20 میں ہے۔

''جو نبی گستاخ بن کر کوئی ایسی بات میرے نام سے کہے جس کے کہنے کا میں نے اس کو حکم نہیں دیا یا اور معبودوں کے نام سے کچھ کہے تو وہ نبی قتل کیا جائے۔''

## ''لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِينَ''۔''اور وہ نبی قتل کیا جائے'' کی تقدیروں کا پورا ہونا اور ''پیغمبر'' جوزف سمتھ کی دردناک ہلاکت

یہ جھوٹا بدنصیب دعویٰ دار نبوت 1805ء میں پیدا ہوا۔1823ء میں اس نے دعویٰ کیا مورخہ 27 جون 1844ء کو 39 سال کی قلیل عمر میں ایک مشتعل طائفہ کے ہاتھوں قیدی ہونے کی حالت میں اپنے دامن میں حرمان و بدنصیبی کے کانٹے بھرتا ہوا اس جہان سے کوچ کر گیا۔دعویٰ الہام کے بعد اس شخص نے 20،21 سال کی عمر پائی جو کہ اس کے جھوٹا ہونے پر ایک اور قطعی دلیل ہے۔

### خصوصی درخواست دعا

احباب جماعت سے پاکستان میں جملہ اسیران راہ مولا کی جلد از جلد باعزت رہائی نیز مختلف مقدمات میں ملوث افراد جماعت کی باعزت بریت کے لئے دردمندانہ درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے ان بھائیوں کو اپنی حفظ و امان میں رکھے اور ہر شر سے بچائے۔اَللّٰهُمَّ إِنَّا نَجْعَلُكَ فِي نُحُوْرِهِمْ وَنَعُوْذُبِكَ مِنْ شُرُوْرِهِمْ۔


### خریداران الفضل انٹرنیشنل سے گزارش

کیا آپ نے الفضل انٹرنیشنل کا سالانہ چندہ خریداری ادا کر دیا ہے؟ اگر نہیں تو براہ کرم اپنی مقامی جماعت میں ادائیگی فرما کر رسید حاصل کرلیں اور اپنے ملک کے مرکزی شعبہ اشاعت کو مطلع فرمائیں۔رسید کٹواتے وقت اپنے AFC نمبر کا حوالہ ضرور درج کروائیں۔شکریہ

(مینجر)

# الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات ورسائل سے اہم ودلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔

## حکیم جالینوس

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ 19/اکتوبر 2005ء میں چارسو رسالوں کے مصنف اور ماہر طبیب حکیم جالینوس کے بارہ میں مکرم شکیل احمد ناصر صاحب کا مرسلہ مضمون شائع ہوا ہے جو عظیم سائنسدانوں کے بارہ میں اردو سائنس بورڈ کی کتاب سے ماخوذ ہے۔

جالینوس 130ء میں ایشیائے کوچک میں رومی صوبے کے دارالخلافہ پرگامون میں پیدا ہوا۔ یہ شہر مجسمہ سازی کی درسگاہ کے لئے بہت مشہور تھا اوراس کی لائبریری اسکندریہ کی لائبریری کے ہم پلّہ سمجھی جاتی تھی، جالینوس کا باپ نائکن (Nicon) ایک دولتمند کسان تھا اور ریاضی، فلسفہ اور طبیعی علوم میں اچھا تعلیم یافتہ تھا۔ اُس نے جالینوس کو چودہ سال کی عمر میں پرگامون کے بہترین اساتذہ کے پاس تعلیم کے لئے بھیج دیا۔ جالینوس نے علم الحیات میں جو پہلا سبق ارسطو کی تصنیفات کے مطالعہ سے حاصل کیا، وہ یہی تھا کہ علم الحیات کے حصول کے لئے فطرت کا براہ راست مشاہدہ لازمی ہے۔ سترہ سال کی عمر میں اُس نے بقراط کے مشہور پیروسٹائرس سے طب اور علم الابدان پڑھنا شروع کر دیا۔ باپ کی وفات کے بعد وہ اسکندریہ چلا گیا جہاں سے اس نے طب کی اعلیٰ تعلیم حاصل کی۔ 27 برس کی عمر میں وہ دوبارہ پرگامون واپس آ گیا۔

پرگامون میں پیشہ ور جنگجوؤں کے سالانہ مقابلے ہوا کرتے تھے۔ یہ پیشہ ور جنگجو غلام یا جنگی قیدی ہونے کے باوجود اپنی صلاحیت اور قابلیت کی وجہ سے بہت قیمتی املاک تصور ہوتے تھے۔ زخمی جنگجوؤں کی دیکھ بھال کے لئے ماہر ڈاکٹروں کی خدمات کی ضرورت ہوتی تھی تاکہ وہ زندہ رہیں اور دوبارہ لڑسکیں۔ چنانچہ جالینوس سے یہ ذمہ داری قبول کرنے کی درخواست کی گئی جو جالینوس نے قبول کرلی۔ یہ مقابلے بڑے وحشیانہ ہوتے تھے اوران کے نتیجے میں سر پھٹ جاتے تھے، ہڈیاں ٹوٹ جاتی تھیں، بازو اور شانے کے پرخچے اڑ جاتے تھے اور پیٹ چاک ہوجاتے تھے۔ ان زخموں کی شفایابی میں جالینوس کی کامیابی حیرت انگیز تھی۔

پھر جالینوس سلطنت روما کے دارالخلافہ چلا گیا۔ یہاں مختلف ڈاکٹروں کا اژدھام تھا جنہوں نے نہ صرف جالینوس کا استقبال انتہائی سردمہری سے کیا بلکہ اس کو بدنام بھی کیا۔ چنانچہ جالینوس تنہائی کا شکار ہوگیا کیونکہ اس کے پاس کوئی مریض مشورہ کے لئے نہیں آتا تھا۔ اس صورت حال سے تنگ آکر وہ روم کو ہمیشہ کے لئے چھوڑنے ہی والا تھا کہ رومی قونصل فلیویس (FLAVIUS) کی بیوی بیمار ہوگئی۔ جب روم کے بہترین ڈاکٹر ناکام ہوگئے تو فلیویس نے بحالت مجبوری جالینوس کو بلایا۔ جالینوس کے علاج سے وہ بہت جلد صحت یاب ہوگئی تو فلیویس نے سرعام جالینوس کی طبی مہارت کی تعریف کی اوراس کو علم الاعضاء میں تحقیق کے لئے ایک لیبارٹری قائم کرنے کے لئے مناسب رقم دی۔ اس لیبارٹری میں ہر قسم کے جانوروں یعنی سؤر، بھیڑیوں، بلیوں، کتوں، گھوڑوں اور حتی کہ ببر شیروں تک کا مطالعہ کیا جاتا تھا۔ کبھی کبھار جالینوس بن مانسوں کی چیر پھاڑ کیا کرتا تھا کیونکہ اس کے خیال میں ان کے بدن کی ساخت بالکل انسانی جسم کی ساخت جیسی تھی۔

168ء کے موسم سرما میں شہنشاہ مارکس اوریلیس اپنی فوجوں کے ساتھ شمالی اٹلی میں تھا کہ اُس کے بہت سے بہترین افسر تشویشناک طور پر بیمار ہوگئے۔ جب فوج کے معالج علاج نہ کر سکے تو جالینوس کو پرگامون سے بلایا گیا، جہاں اس وقت وہ رہائش پذیر تھا۔ جالینوس بادشاہ کی توقعات پر پورا اُترا۔

جالینوس علم افعال الاعضاء (Phsiology) کا پہلا ماہر تھا۔ علم الاعصاب اور علم العضلات میں اس کے درست تصورات بعد میں اِن علوم کی بھی بنیاد بنے۔ اُس نے اپنی تحقیق کے نتیجہ میں علم الحرکات (Kinesiology) پر دنیا کا پہلا رسالہ بھی شائع کیا۔ اس نے پہلی مرتبہ جسم کے بہت سے عضلات کے فعل کی نشاندہی اور وضاحت کی۔ جدید انسانی علم الاعضاء کی کتابوں میں ابھی بھی بہت سے ایسے نام استعمال کئے جاتے ہیں جو جالینوس نے خاص عضلات کے لئے استعمال کئے تھے۔ اُس نے یہ معلوم کرلیا تھا کہ ہر عضلہ کا صرف ایک کام ہوتا ہے یعنی سکڑنا۔ اور یہ کہ عضلات ہمیشہ مخالف جوڑوں یا گروہوں کی شکل میں حرکت کرتے ہیں۔ جسم میں عضلات کا منبع ڈھونڈتے ہوئے اُس نے یہ مشاہدہ کیا کہ جن فوجیوں کی کھوپڑی ٹوٹ جاتی ہے یا جن کی ریڑھ کی ہڈی میں نیزے سے سوراخ ہوجاتا تھا وہ مکمل یا جزوی طور پر مفلوج ہوجاتے تھے۔ چنانچہ جالینوس کو یقین تھا کہ فالج کا تعلق دماغ یا حرام مغز کی چوٹ سے تھا۔ لیکن اس مفروضہ کو ثابت کرنے کے لئے اُس نے بہت سے ایسے تجربات کئے جو اُس زمانہ کے لحاظ سے حیرت انگیز ہیں۔ اس نے کچھ تجرباتی جانور لے کران کی ریڑھ کی ہڈی کو گردن میں پہلے دو مہروں سے لے کر نیچے پشت تک کاٹا۔ ہر جانور پر یہ عمل کرکے اس کے بارے میں بڑی محتاط یادداشتیں تیار کی گئیں۔ پہلے دو مہروں کو کاٹنے سے نظام تنفس منقطع ہوگیا اور جانور دم گھٹ کر مرگیا۔ چھٹے اور ساتویں مہرے کے درمیان سے ریڑھ کی ہڈی قطع کرنے سے نہ صرف سینے کے عضلات اور آگے کی ٹانگیں بلکہ جسم کا نچلہ حصہ بھی مفلوج ہوگیا۔ بہرحال جب ریڑھ کی ہڈی کے آخری دو مہروں کو کاٹا گیا تو صرف ان سے نیچے کے حصے مفلوج ہوئے۔ آگے کی ٹانگیں اور دماغ اور کٹے ہوئے مقام کے درمیان کا بالائی جسم محفوظ رہا۔ جالینوس نے اس سے یہ نتیجہ نکالا کہ جسم کے مختلف حصوں کی حرکت کو ایک مرکزی نظام اعصاب کنٹرول کرتا ہے اور وہ طاقت جو عضلات کو سکیڑتی ہے یقیناً دماغ میں ہے۔ جالینوس نے نچلے دھڑ کے فالج کو بڑی تفصیل سے بیان کیا۔ اس نے یہ بھی دریافت کیا کہ جب حرام مغز کے صرف نصف حصے کو کاٹا جائے تو جسم کا صرف نصف حصہ ہی مفلوج ہوتا ہے۔ جالینوس نے معلوم کیا کہ حرام مغز کے خلیے ایک دفعہ کی چوٹ کے بعد کبھی صحت یاب نہیں ہوتے نہ ان کی جگہ دوسرے خلیے بنتے ہیں اور ایسا فالج جو گردن کے ٹوٹنے سے ہو وہ دائمی ہوتا ہے کیونکہ اس میں حرام مغز بھی مکمل طور پر ٹوٹ جاتا ہے۔

جالینوس نے تقریباً چارسو 400 رسالے تصنیف کئے۔ لیکن جالینوس کا علم الاعضاء اس لئے بھی محدود تھا کہ اُس وقت انسان کے مردہ جسم کی چیر پھاڑ قانوناً ممنوع تھی۔ 192ء میں روم میں آگ لگ گئی جس سے اسقلپوس کا مندر تباہ ہوگیا جس کا ایک حصہ طبی لائبریری کے طور پر استعمال ہوتا تھا۔ جالینوس کی بیشتر تصنیفات اس آتشزدگی میں تباہ ہوگئیں۔ اس کے بہت سے رسالوں کی کوئی اور نقل نہیں تھی اس لئے نقصان ناقابل تلافی تھا۔ یہ المیہ جالینوس کا ایک اہم موڑ تھا۔ اس نے واپس اپنے وطن پرگامون جانے کا فیصلہ کیا۔ وہیں وہ 199ء میں تقریباً 69 سال کی عمر میں وفات پا گیا۔

## محترم مولانا محمد احمد جلیل صاحب

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ 29 اکتوبر 2005ء میں مکرم پروفیسر حمید احمد صاحب کے قلم سے جماعت کے ایک بزرگ، مفتی سلسلہ اور جید عالم دین محترم مولانا محمد احمد جلیل صاحب کا ذکر خیر شائع ہوا ہے جو مضمون نگار کے سسر بھی تھے۔

محترم مولانا صاحب 27/اپریل 2005ء کو تقریباً 94 سال کی عمر میں برمنگھم (یوکے) میں وفات پا گئے۔ آپ نے جوانی میں ہی جماعت کے لئے زندگی وقف کردی اور پھر ساری عمر بڑے انہماک کے ساتھ سلسلہ کی خدمت کرتے رہے۔ اُس دَور میں جماعت مالی لحاظ سے کمزور تھی لیکن واقفین نے نامساعد حالات کے چیلنج کو انتہائی صبر اور حوصلہ سے قبول کیا۔ میرے خسر بھی اُنہی میں سے ایک تھے۔ بچوں کی تعلیم ختم ہونے تک میرے خسر اور خوش دامن نے بہت صبر اور کفایت شعاری سے زندگی گزاری۔ نیز مہمانوں کے ساتھ بہت عزت سے پیش آتے اوران کی خاطر تواضع کرتے۔ میں بعض دفعہ گھبرا کر اپنی خوش دامن سے کہہ دیتا تھا کہ آپ مالی تنگی کے باوجود ہر مہمان کی اتنی زیادہ خاطر کیوں کرتے ہیں۔ وہ جواباً کہا کرتی تھیں کہ خدا تعالیٰ ہماری ضرورتیں پوری کرتا جارہا ہے اور انشاءاللہ آئندہ بھی کرتا جائے گا۔

محترم مولانا صاحب کو اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کا بہت شوق تھا اور انگریزی زبان سے بہت دلچسپی تھی۔ آپ کی خواہش تھی کہ انگریزی ادب میں ایم اے کرکے پھر زندگی وقف کریں۔ اس خواہش کا اظہار جب آپ نے اپنے والد محترم مولانا محمد اسماعیل صاحب حلال پوری سے کیا تو انہوں نے فکرمند ہوکر حضرت مولانا شیر علی صاحبؓ سے درخواست کی کہ وہ آپ کو سمجھائیں کہ آپ دینی تعلیم حاصل کریں اور انگریزی کا خیال چھوڑ دیں۔ حضرت مولوی صاحبؓ نے آپ کو بلاکر سمجھایا کہ جماعت کو دینی علماء کی بہت ضرورت ہے۔ چنانچہ آپ نے اپنی خواہش ترک کردی اور قادیان میں اعلیٰ دینی تعلیم حاصل کرنے کے بعد چوٹی کے دیگر دو دینی اداروں میں بھی مزید تعلیم کی غرض سے تشریف لے گئے۔

آپ بہت ذہین اور فہیم تھے۔ یادداشت بہت عمدہ اور قابل اعتماد تھی۔ دماغ انتہائی منطقی اور زیرک تھا۔ بہت جلد ہر بات کی گہرائی تک پہنچ جاتے تھے اور پیچیدہ علمی اور مذہبی مسائل کو بہت جلد اور خوش اسلوبی سے عمدہ دلائل کے ساتھ حل کر دیتے تھے۔ لمبا عرصہ دارالقضاء اور دارالافتاء میں اعلیٰ ترین عہدوں پر فائز رہے۔ آپ کے فیصلوں میں جدیدیت پائی جاتی تھی اور موجودہ دَور کے تقاضوں کو پورا کرتے تھے۔

آپ بہت عابد بزرگ تھے۔ ہمیشہ باجماعت نماز کا اہتمام کرتے۔ اگر مہمان آجاتے یا موسم خراب ہوتا تو گھر میں جماعت کرواتے۔ تہجد بھی باقاعدگی سے پڑھتے۔ دوسروں کو اتنی شفقت سے نماز کی تلقین کرتے کہ سننے والا بہانے اور سستی کا ہتھیار پھینک دیتا اور نماز کے لئے مولوی صاحب کے ہمراہ ہوجاتا۔ طبیعت انتہائی سادہ اور لباس صاف اور باوقار تھا۔ لباس، گفتار، اخلاق اور کردار دینی شعار کے عین مطابق ہوتے۔ خلق اور عادات میں خلوص اور مومنانہ رنگ پایا جاتا تھا۔ غریب اوران پڑھ لوگوں سے بھی خوشی اور خلوص سے ملتے تھے۔ بے غرض مسرت کا اظہار اور دائمی مسکراہٹ ان کی شخصیت کا مستقل جزو تھا۔ طبیعت اور کردار میں دکھاوے کا کوئی عنصر موجود نہ تھا۔ طنز ومزاح بھی لطیف تھا اور آنحضرت ﷺ کی سنن کے عین مطابق ہوتا۔

مولوی صاحب خدا تعالیٰ کے حقوق کی انتہائی حد تک بجا آوری کرتے۔ اسی طرح غرباء یتامیٰ اور مساکین کے حقوق کو بہت احسن طریقہ سے پورا کرتے تھے۔ مریض، معذور، نادان اور تنگ دست لوگوں کے ساتھ چھپ کر حسن سلوک کیا کرتے تھے۔ غریب اور نادار رشتہ داروں کے ساتھ نہایت محبت اور شفقت کے ساتھ پیش آتے تھے۔ مجبور گھرانوں اور خاندانوں کے بچوں کے کامیاب رشتے کروانے کی خاطر اپنے پیسے، وقت اور آرام کو قربان کر دیتے تھے۔ اسی طرح مختلف خاندانوں میں صلح کروانے کے لئے بہترین ثالث کا رول اختیار کرتے۔

آپ بہت سخت جان تھے اور آرام طلبی کو پسند نہ کرتے تھے۔ ایک دفعہ میں نے ان کے جائے نماز پر کوئی موٹا نرم کپڑا بچھا دیا تاکہ ان کے گھٹنوں کو آرام مل جائے۔ آپ نے وہ کپڑا ایک طرف کرکے فرمایا کہ عبادت کرتے وقت آرام طلبی اور سہل پسندی کی عادت نہیں ڈالنی چاہئے۔

مولوی صاحب نے تنگی کے زمانہ میں مظفرگڑھ میں ایک بنجر زمین کو بہت مشکل سے قابل کاشت بنایا تھا۔ کچھ عرصہ بعد اس زمین کو فروخت کرکے چنیوٹ کے آس پاس نئی زمین اور پکی ہوئی فصل خریدی۔ لیکن زمیندار نے دھوکہ دیا اور مولوی صاحب کو بہت بڑا نقصان پہنچا دیا۔ جھگڑے اور مقدمہ بازی سے بچنے کے لئے ایک بہت بڑے مالی نقصان کو آپ نے انتہائی صبر کے ساتھ برداشت کیا اور فیصلہ خدا تعالیٰ کے سپرد کردیا۔ میں نے اپنے ایمان کی کمزوری کی وجہ سے سوال کیا کہ خدا تعالیٰ نے اتنے بے ضرر بزرگ شخص کو اتنا بڑا امتحان کیوں دیا ہے۔ مجھے اس وقت دنیوی اقتصادیات کا تو کچھ علم تھا لیکن روحانی اقتصادیات کا کچھ زیادہ شعور نہ تھا۔ اس بات کی سمجھ 30 سال کے بعد اس وقت آئی جب میں نے اپنے خسر کے تمام نقصان کا تخمینہ لگایا تو وہ ان کے بیٹے اور نواسے کی صرف ایک ماہ کی آمدنی کے برابر تھا۔ اس کے علاوہ آپ کی چاروں بیٹیاں بھی خدا تعالیٰ کے فضل سے خوشحال اور خوش وخرم ہیں۔

# Muslim Television Ahmadiyya
## Weekly Programme Guide
**2nd February 2007 – 8th February 2007**

*Please Note that programme and timings may change without prior notice All times are given in Greenwich Mean Time.*
*For more information please phone on +44 20 8875 4272 or fax +44 20 8874 8344*

### Friday 2nd February 2007

| | |
|---|---|
| 00:05 | Tilaawat, Dars-e-Malfoozat & MTA News |
| 01:25 | Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session 326, Recorded on 09/10/1997. |
| 02:25 | Seerat-un-Nabi: a discussion about the life of the Holy Prophet Muhammad (saw), focusing on the topic of trust and integrity. |
| 03:05 | Huzoor's Tours: A programme documenting Huzoor's visit to West Africa. |
| 04:00 | Tarjamatul Qur'an Class: In depth explanation of Qur'anic verses by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Session 163, Recorded on 25th November 1996. |
| 05:05 | Moshaa'irah: An evening of Urdu poetry. |
| 06:05 | Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News |
| 07:10 | Gulshan-e-Waqfe Nau (Nasirat) class with Huzoor, recorded on 22 January 2006. |
| 08:05 | Le Francais C'est Facile: Programme teaching how to read, write and speak French. No. 91. |
| 08:40 | Siraiki Service |
| 09:25 | Urdu Mulaqa'at with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Urdu speaking guests. Session 19, Recorded on 11th November 1994. |
| 10:30 | Indonesian Service |
| 11:30 | Seerat Sahaba Rasool (saw) |
| 12:00 | Tilaawat & MTA News Review Special |
| 13:00 | Live Friday Sermon delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, Khalifatul Masih V, from Baitul Futuh. |
| 14:15 | Dars-e-Hadith |
| 14:30 | Bangla Shomprochar |
| 15:30 | Seerat Sahaba Rasool (saw) [R] |
| 16:00 | Friday Sermon [R] |
| 17:00 | Interview: An interview in Urdu with Nawab Mahmood Ahmad Khan. |
| 18:05 | Le Francais Cest Facile: No. 91 [R] |
| 18:30 | Arabic Service: Live Arabic discussion programme about the true concepts of Islam. Hosted by Muhammad Sharif. |
| 20:30 | MTA International News Review Special |
| 21:10 | Friday Sermon [R] |
| 22:30 | Urdu Mulaqa'at: Session 19 [R] |
| 23:35 | MTA Travel: London sightseeing guide. |

### Saturday 3rd February 2007

| | |
|---|---|
| 00:15 | Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA Jamaat News |
| 01:15 | Le Francais C'est Facile: No. 91 |
| 01:45 | Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session 329, Recorded on 14/10/1997. |
| 02:55 | Friday Sermon delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, Khalifatul Masih V. Recorded on 2nd February 2007. |
| 04:00 | Bangla Shomprochar |
| 05:05 | Interview: An interview in Urdu with Nawab Mahmood Ahmad Khan. |
| 06:00 | Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA Jamaat News |
| 07:05 | Children's class with Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, Head of the Ahmadiyya Muslim Community. Recorded on 18th February 2005. |
| 08:05 | Quiz: a quiz programme organised by Jamia Ahmadiyya, Rabwah. |
| 08:50 | Friday Sermon [R] |
| 09:55 | Indonesian Service |
| 10:55 | French Service |
| 12:00 | Tilaawat & MTA International Jama'at News |
| 12:55 | Bengali Service |
| 14:00 | Intikhab-e-Sukhan: Nazm request programme |
| 15:00 | Children's Class [R] |
| 15:55 | Moshaa'irah: An evening of Urdu poetry |
| 16:55 | Question Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad Khalifatul Masih IV (ra) Recorded on 25 February 1996. Part 2. |
| 18:30 | Arabic Service: Live Arabic discussion programme about the true concepts of Islam. Hosted by Muhammad Sharif. |
| 20:30 | MTA International Jama'at News |
| 21:05 | Children's Class [R] |
| 22:25 | Quiz [R] |
| 22:55 | Friday Sermon [R] |

### Sunday 4th February 2007

| | |
|---|---|
| 00:00 | Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News Review |
| 01:00 | Quran Quiz |
| 01:35 | Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session 330, recorded on 15/10/1997. |
| 02:30 | Quiz [R] |
| 03:20 | Friday Sermon delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, Khalifatul Masih V. Recorded on 2nd February 2007. |
| 04:25 | Moshaa'irah: An evening of Urdu poetry |
| 05:30 | MTA Variety: a documentary about gardening |
| 06:00 | Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News |
| 07:10 | Bustan Waque-Nau Class with Huzoor . Recorded on 28th January 2006. |
| 08:05 | Learning Arabic: Programme No. 16 |
| 08:30 | Huzoor's Tours: A programme documenting Huzoor's visit to Burkina Faso. |
| 09:35 | MTA Travel: Barcelona and Madrid |
| 10:00 | Indonesian Service |
| 11:00 | Spanish translation of Friday Sermon delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, Head of the Ahmadiyya Muslim Jama'at. Recorded on 26th May 2006. |
| 12:00 | Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News |
| 13:05 | Bengali Service: Reply to allegations |
| 14:10 | Friday Sermon delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, Khalifatul Masih V. Recorded on 2nd February 2007. |
| 15:15 | Bustan–e-Waqfe-Nau Class [R] |
| 16:15 | Huzoor's Tours [R] |
| 17:20 | Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 29th October 1994. |
| 18:30 | Arabic Service |
| 19:30 | Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session 331, Recorded on 16/10/1997. |
| 20:30 | MTA International News Review [R] |
| 21:05 | Bustan Waque-Nau Class [R] |
| 22:00 | Huzoor's Tours [R] |
| 23:00 | Ilmi Khitabaat |

### Monday 5th February 2007

| | |
|---|---|
| 00:10 | Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News Review |
| 01:10 | Learning Arabic: Programme No. 16 |
| 01:30 | Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session 331, Recorded on 16/10/1997. |
| 02:35 | Friday Sermon delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, Khalifatul Masih V. Recorded on 2nd February 2007. |
| 03:40 | Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 29th October 1994. |
| 04:45 | Ilmi Khutbaat |
| 06:00 | Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA Jamaat News |
| 07:15 | Gulshan-e-Waqfe Nau (Atfal) with Huzoor. Recorded on 12th February 2006. |
| 08:30 | Le Francais C'est Facile, Programme No. 38 |
| 09:00 | Rencontre Avec Les Francophones. |
| 10:05 | Indonesian Service |
| 11:15 | Signs of Latter Days |
| 12:05 | Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA Jamaat News |
| 13:05 | Bengali Service |
| 14:10 | Friday Sermon delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V, recorded on 03/03/2006. |
| 15:10 | Gulshan-e-Waqfe Nau (Atfal) [R] |
| 16:30 | Medical Matters |
| 17:05 | Rencontre Avec Les Francophones [R] |
| 18:30 | Arabic Service |
| 19:30 | Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session 332, Recorded on 21/10/1997. |
| 20:35 | MTA International Jama'at News |
| 21:10 | Gulshan-e-Waqfe Nau (Atfal) Class [R] |
| 22:30 | Spotlight: speech delivered by Sahibzada Mirza Tahir Ahmad (ra) at Jalsa Salana Rabwah 1972. |
| 23:20 | Friday Sermon: recorded on 03/03/2006 |

### Tuesday 6th February 2007

| | |
|---|---|
| 00:20 | Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News Review |
| 01:25 | Medical Matters |
| 02:00 | Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session 332, Recorded on 21/10/1997. |
| 03:05 | Friday Sermon: recorded on 03/03/2006. |
| 04:15 | Le Francais C'est Facile, Programme No. 38 |
| 04:55 | Rencontre Avec Les Francophones |
| 06:00 | Tilaawat, Dars-e-Majmooa & MTA News |
| 07:00 | Gulshan-e-Waqfe Nau (Nasirat) class with Huzoor. Recorded on 5th February 2006. |
| 08:05 | Learning Arabic, programme No. 16 |
| 08:35 | Noor-ul-Ain: a documentary about eyes. |
| 09:00 | Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). |
| 10:00 | Indonesian Service |
| 11:00 | Sindhi Service |
| 12:00 | Tilaawat, Dars-e-Majmooa & MTA News |
| 13:05 | Bengali Service |
| 14:05 | Jalsa Salana UK 2004: Third day Address delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad Khalifatul Masih V on the occasion of Jalsa Salana UK 2004. Recorded on: 01/08/2004. |
| 15:35 | Learning Arabic: Lesson no. 16 [R] |
| 16:00 | Gulshan-e-Waqfe Nau (Nasirat) Class [R] |
| 17:05 | Question and Answer Session [R] |
| 18:30 | Arabic Service |
| 19:30 | Friday Sermon: recorded on 02/02/2007. |
| 20:30 | MTA International News Review Special |
| 21:05 | Children's Class [R] |
| 22:10 | Noor-ul-Ain [R] |
| 22:35 | Address by Hadhrat Khalifatul Masih V [R] |

### Wednesday 7th February 2007

| | |
|---|---|
| 00:00 | Tilaawat, Dars-e-Majmooa & MTA News |
| 01:10 | Learning Arabic: Lesson no. 16 [R] |
| 01:35 | Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session 333. Recorded on: 21/10/1997. |
| 02:40 | Jalsa Salana USA: recorded on 18/09/2006. |
| 03:45 | Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). |
| 05:10 | Noor-ul-Ain |
| 05:35 | MTA Travel: an American journey |
| 06:05 | Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News Review |
| 07:25 | Children's class with Huzoor, recorded on 4th March 2006. |
| 08:25 | Seerat Hadhrat Masih-e-Maud (as) |
| 08:50 | Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 27th May 1989. |
| 09:50 | Indonesian Service |
| 10:45 | Swahili Service |
| 12:00 | Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News Review |
| 13:10 | Bengali Service |
| 14:10 | From the Archives: Friday Sermon delivered on 31st December 1982 by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). |
| 14:45 | Jalsa Speeches |
| 15:30 | Attractions of Australia |
| 16:00 | Children's Class [R] |
| 16:50 | Lajna Magazine |
| 17:30 | Question and Answer Session [R] |
| 18:30 | Arabic Service |
| 19:30 | Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session number 334, recorded on 23/10/1997. |
| 20:30 | MTA International News Review |
| 21:00 | Children's Class [R] |
| 22:00 | Jalsa Speeches [R] |
| 22:40 | From the Archives [R] |
| 23:15 | Lajna Magazine [R] |

### Thursday 8th February 2007

| | |
|---|---|
| 00:00 | Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News Review |
| 01:05 | Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session number 334, recorded on 23/10/1997. |
| 02:05 | The Philosophy of the Teachings of Islam |
| 02:40 | Hamari Kaa'enaat |
| 03:05 | From the Archives: Friday Sermon delivered on 31st December 1982 by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). |
| 03:50 | Lajna Magazine |
| 04:35 | Attractions of Australia |
| 05:15 | Jalsa Speeches |
| 06:00 | Tilaawat, Dars-e-Malfoozat & MTA News |
| 07:00 | Bustan-e-Waqfe Nau (Nasirat) Class with Huzoor. Recorded on 11th February 2006. |
| 07:55 | English Mulaqa'at: A question and answer session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra) and English speaking friends. Session no. 9. Recorded on 17th April 1994. |
| 09:05 | Huzoor's Tours |
| 10:05 | Al Maaidah |
| 10:30 | Indonesian Service |
| 12:00 | Tilaawat, Dars-e-Malfoozat & MTA News |
| 13:00 | Bengali Service |
| 14:10 | Tarjamatul Qur'an Class: In depth explanation of Qur'anic verses by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Session 164, recorded on 26th November 1996. |
| 15:15 | Huzoor's Tours [R] |
| 16:20 | English Mulaqa'at [R] |
| 17:30 | Moshaa'irah: An evening of Urdu poetry |
| 18:30 | Arabic Service |
| 20:30 | MTA News Review |
| 21:05 | Tarjamatul Qur'an Class, Session: 164 [R] |
| 22:10 | Seerat-un-Nabi [R] |
| 23:05 | Bustan-e-Waqfe Nau Class [R] |

***Please note MTA2 will be showing French service & German service at 16:00GMT & 17:00GMT***

# Al Fazl International Weekly, London

22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org

Vol 14 | Friday January 26, 2007 | Issue No. 04


## حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے دورۂ یورپ کی مختصر جھلکیاں

**آج اگر احمدیوں پہ ظلم ہوتے ہیں تو آنحضرت ﷺ کا یہ ارشاد یاد رکھیں کہ اللہ تعالیٰ بغیر اجر دیئے نہیں چھوڑتا۔**

**ہم ظلم کا بدلہ ظلم سے لے کر قانون کو ہاتھ میں نہیں لیتے لیکن ہم اللہ کے حضور جھکتے ہیں جو سب طاقتوروں سے زیادہ طاقتور ہے۔**

**فتح انشاء اللہ ہمارا مقدّر ہے اور گزشتہ سوسال سے زائد کی جماعت کی تاریخ اس بات کی گواہ ہے کہ جماعت کا ہر قدم ترقی کی منازل کی طرف اٹھ رہاہے۔**

(جلسہ سالانہ قادیان میں شامل ہونے والے 25 ہزار سے زائد افراد سے مواصلاتی رابطہ کے ذریعہ سرزمین جرمنی سے براہ راست ولولہ انگیز، روح پرور خطاب اوراحباب جماعت کو اپنی کمزوریوں کو دور کرتے ہوئے، ایمانوں میں مضبوطی پیدا کرنے اورراہ مولیٰ میں ہر قسم کی تکالیف کو صبر سے برداشت کرتے ہوئے قربانیاں پیش کرتے چلے جانے کی تاکیدی نصائح

Rodgau میں مسجد کے سنگ بنیاد اور آفن باخ میں مسجد بیت الجامع کے افتتاح کی تاریخ ساز پُرمسرت تقریبات ،تقریب بیعت، خطبہ جمعہ، نماز جنازہ، فیملی ملاقاتیں ،سینکڑوں افراد جماعت نے اپنے پیارے امام سے ذاتی ملاقات کا شرف حاصل کیا۔

### (جرمنی میں قیام کے دوران حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی مصروفیات کی مختصر رپورٹ)


(رپورٹ مرتبہ: ظہیر احمد خان۔ مبلغ سلسلہ ۔شعبہ ریکارڈ ۔ دفتر پرائیویٹ سیکرٹری ۔لندن)


### مؤرخہ 26/دسمبر 2006ء

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز صبح سوا سات بجے نماز فجر کیلئے تشریف لائے اور نماز پڑھائی۔

### فیملی ملاقاتیں

دس بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اپنے دفتر تشریف لائے اور دوپہر 1:40 بجے تک آپ نے جرمنی جماعت کے 60 خاندانوں کے 291 افراد اور انفرادی ملاقات کیلئے آئے ہوئے 17 احباب کو شرف ملاقات عطا فرمایا۔

1:50 بجے حضور انور نماز ظہر وعصر کی ادائیگی کیلئے مسجد تشریف لائے اور دونوں نمازیں پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور نے از راہ شفقت جرمنی جماعت کے 20 خوش نصیب بچوں اور 37 خوش نصیب بچیوں کی تقریب آمین میں شمولیت فرمائی اور ہر بچہ اور بچی سے قرآن کریم کا کچھ حصہ سنا اور دعا کے ساتھ اس تقریب کا اختتام فرمایا۔ بعد ازاں 2:30 بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اپنی رہائش گاہ تشریف لے گئے۔

4:30 پر حضور انور سیر کیلئے تشریف لائے اور مکرم امیر صاحب کی درخواست پر بیت السبوح سے دس منٹ کی ڈرائیو پر Friedrichsdorf (فریڈرش ڈورف) کے علاقہ کی طرف تشریف لے گئے۔ جہاں بڑے بڑے تناور درختوں کے جنگل میں نیم پختہ ٹریک بنے ہوئے تھے۔ سوا پانچ بجے تک حضور نے یہاں سیر فرمائی۔ مکرم مشنری انچارج صاحب جرمنی اور دیگر تین مربیان کو بھی آج کی سیر میں شمولیت کی سعادت ملی۔

5:40 پر حضور انور اپنے دفتر تشریف لائے اور رات سوا آٹھ بجے تک 51 خاندانوں کے 225 افراد کو شرف ملاقات سے نوازا۔

8:25 پر حضور انور نے نماز مغرب وعشاء کیلئے مسجد تشریف لائے اور دونوں نماز جمع کر کے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور اپنی رہائش گاہ تشریف لے گئے۔

### مؤرخہ 27/دسمبر 2006ء

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز صبح سوا سات بجے نماز فجر کیلئے تشریف لائے اور نماز پڑھائی۔

نماز ظہر وعصر سے قبل حضور انور نے اپنے رہائشی دفتر میں ڈاک ملاحظہ فرمائی اور دفتری امور نمٹائے۔ دوپہر ڈیڑھ بجے حضور نماز ظہر وعصر کیلئے مسجد تشریف لائے اور دونوں نمازیں پڑھائیں اور پھر اپنی رہائش گاہ تشریف لے گئے۔

### فیملی ملاقاتیں

ٹھیک پانچ بجے حضور انور اپنے دفتر تشریف لے آئے اور رات سوا آٹھ بجے تک 45 خاندانوں کے 183 افراد کو شرف ملاقات سے نوازا۔

علاوہ ازیں حضور انور نے مکرم امیر صاحب جرمنی کے ساتھ آئے ہوئے Die Grunen (گرین سیاسی )پارٹی سے تعلق رکھنے والے نیشنل پارلیمنٹ کے ممبر Omid Nouripour (اومد نوری پور) جو ایرانی نژاد ہیں کو بھی شرف ملاقات بخشا اور بیس منٹ تک مختلف اہم موضوعات پر ان کے ساتھ گفتگو فرمائی۔ جناب Omid Nouripour قبل ازیں جماعت جرمنی کے سالانہ جلسہ میں بھی شمولیت کر چکے ہیں۔

ملاقاتوں کے اختتام پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے سو مساجد کی تعمیر کیلئے مقرر کمیٹی اور جائیداد کمیٹی کے ممبران کی درخواست پر ہر دو کمیٹیوں کو اپنے ساتھ گروپ فوٹو کا شرف عطا فرمایا۔

8:05 پر حضور انور نے نماز مغرب وعشاء کیلئے مسجد میں تشریف لائے اور دونوں نماز جمع کر کے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور اپنی رہائش گاہ تشریف لے گئے۔

### مؤرخہ 28/دسمبر 2006ء

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز صبح سوا سات بجے نماز فجر کیلئے تشریف لائے اور نماز پڑھائی۔

آج قادیان دارالامان کے 115 ویں جلسہ سالانہ کا تیسرا روز ہے، جیسا کہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے سفر پر روانگی سے قبل لندن میں اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ 15/دسمبر 2006ء میں فرمایا تھا کہ ''انشاء اللہ تعالیٰ قادیان کے جلسہ کا آخری خطاب بھی 28/دسمبر کو وہیں سے ہوگا۔''

### جلسہ سالانہ قادیان کے اختتامی اجلاس سے خطاب

جماعت احمدیہ جرمنی کی تاریخ میں یہ پہلا موقعہ ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز خدا تعالیٰ کے نازل کردہ روحانی مائدہ ایم ٹی اے کے ذریعہ جلسہ سالانہ قادیان کیلئے یہاں سے خطاب فرما رہے تھے۔ چنانچہ جماعت جرمنی نے اس جلسہ کے انعقاد کیلئے فرینکفرٹ کے علاقہ Fechen Hiem میں Fabrik نامی سپورٹس ہال بک کروا رکھا تھا۔ مرد و زن کیلئے دو ہالز میں ساڑھے چار ہزار افراد کی محدود گنجائش ہونے کی وجہ سے اگرچہ صرف قریبی ریجنز کے احمدیوں کو اس جلسہ میں شامل ہونے کی اجازت دی گئی تھی اس کے باوجود حضور انور کی کشش اور قادیان کے جلسہ کی برکات سمیٹنے کیلئے لوگ نزدیکی علاقوں کے علاوہ ہمبرگ میونسٹر اور میونخ جیسے دور کے شہروں سے بھی جوق در جوق یہاں پہنچے اور دیکھتے ہی دیکھتے دونوں ہال لوگوں سے بھر گئے اور لوگوں نے سمٹ کر آنے والوں کیلئے مزید گنجائش بنائی۔ ہال میں سٹیج بنا کر اور خوبصورت بینرز لگا کر اسے سجایا گیا تھا نیز قادیان اور فرینکفرٹ کے جلسوں کو ایم ٹی اے کے کنٹرول روم سے اس طرح Mix کیا گیا کہ لوگ دونوں مقامات کی تصویریں اور آوازیں بیک وقت براہ راست دیکھ اور سن سکیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز 10:30 بجے اپنی رہائش گاہ سے باہر تشریف لائے اور مذکورہ جلسہ گاہ کی طرف روانگی ہوئی۔

قادیان دارالامان کے وقت کے مطابق ساڑھے تین بجے سہ پہر اور مقامی وقت کے مطابق گیارہ بجے حضور انور جلسہ گاہ میں تشریف لائے اور حضور کے ارشاد پر جلسہ سالانہ قادیان کے اختتامی اجلاس کا تلاوت قرآن کریم سے آغاز ہوا ، جو مکرم محمد الیاس منیر صاحب مربی سلسلہ جرمنی نے کی۔ مکرم حماد احمد صاحب نے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا منظوم کلام " دیکھو خدا نے ایک جہاں کو جھکا دیا" خوش الحانی سے پڑھ کر سنایا۔

حضور انور ڈائس پر تشریف لائے تو قادیان کے جلسہ گاہ اور جرمنی کے جلسہ گاہ سے نعرۂ تکبیر اللہ اکبر، اسلام احمدیت زندہ باد، حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ، مرزا غلام احمد کی جے ، قادیان دارالامان زندہ باد اور حضرت خلیفۃ المسیح الخامس زندہ باد کے نعروں سے فضا گونج اٹھی۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے خطاب میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بیان فرمودہ جلسہ کے مقاصد خلاصۃً بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ ان مقاصد کو حاصل کرنے کیلئے جلسہ میں تربیتی، علمی اور دینی موضوعات پر تقاریر ہوتی ہیں جنہیں سن کر ہر شامل ہونے والا اپنی زندگیوں میں انقلاب پیدا کرنے والا بن جاتا ہے، ان کے معیار روحانیت بلند ہوتے چلے جاتے ہیں۔ اسی لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ان جلسوں کو خاص اہمیت دی ہے اور ان میں شمولیت کی تلقین فرمائی ہے۔

قادیان کے اس جلسہ کے تتبع میں ساری دنیا میں جہاں جہاں احمدیت قائم ہے جلسے ہوتے ہیں لیکن قادیان کے جلسہ کی خاص اہمیت ہے کیونکہ یہ اس بستی میں


باقی صفحہ نمبر 9 پرملاحظہ فرمائیں